تیّار رہو
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا
Govt.

نہرو بال پستکالیہ — 37
تیار رہو
مصنف : اوما سند
تصاویر : ویجینتی راناڈے
مترجم : ایس۔ ایم۔ شاہ نواز
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا۔ نئی دلی

(1900) 1979

قیمت : 50=1

BE. PREPARED (Urdu)

ڈائرکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، ۵۔ اے، گرین پارک نئی دلّی ۱۶ نے
ریکھا پرنٹرس پرائیوٹ لمیٹڈ نئی دہلی سے چھپوا کر شائع کیا۔
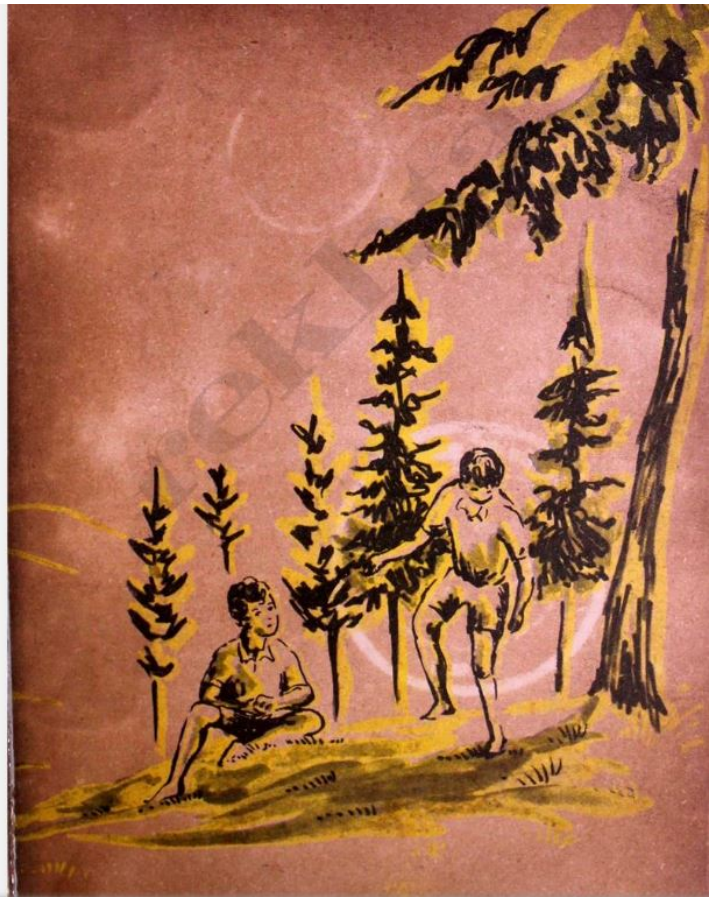
دوست

گھنٹی بہت تیز آواز کے ساتھ بجی۔ اس سے پہلے کہ اس کی آواز ڈوب جاتی، کئی دروازے دھڑسے کھُلے اور اُن میں سے لڑکے باتیں کرتے اور ہنستے ہوئے ٹولیوں میں اس طرح باہر نکل آئے، جیسے پرندوں کو اُن کے پنجروں سے آزاد کر دیا گیا ہو۔

دو لڑکے اسکول کی سیڑھیوں پر ملے۔ "ہلّو، نوین! شکر ہے امتحان ختم ہو گئے۔" لمبے قد

والے لڑکے نے مسکرا کر کہا۔ وہ ہنس مکھ نظر آتا تھا۔

"ہلو، کپل!" نوین نے جواب دیا۔ جو ایک دُبلا پتلا، زرد اور سنجیدہ لڑکا تھا۔ "میرا خیال ہے کہ اِس بار تم چھٹیوں میں پھر کیمپ پر جاؤ گے۔"

"نہیں، اِس سال نہیں۔ میں اپنے چچا کے پاس جاؤں گا، جو شملہ کے قریب رہتے ہیں۔ اِس بار اسکاؤٹ ماسٹر نے کیمپ کے لیے دوسری دو ٹولیوں کو چُنا ہے۔ ہم باری باری سے جاتے ہیں۔ نوین! میری خواہش ہے کہ ہر وقت پڑھتے رہنے کی بجائے تم بھی اسکاؤٹ بن جاؤ۔ اس سے تم تندرست اور مضبوط بھی بن جاؤ گے۔"

نوین بولا "میری بھی خواہش ہے کہ میں اسکاؤٹ بنوں، لیکن تم جانتے ہو کہ ایسا ممکن نہیں۔ مجھے دُکان پر روزانہ شام کو اپنے پتاجی کا ہاتھ بٹانا پڑتا ہے۔"

کپل نے کوئی اور بات نہیں کی لیکن شام کو اُس نے اپنے باپ سے پوچھا "آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں نوین کو اپنے ساتھ تارا لے جاؤں تو کیا وجے چاچا بُرا مانیں گے؟"

مسٹر کپور نے اُنھیں مشورہ دیا "تم اُنھیں ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر معلوم کیوں نہیں کر لیتے۔"

کپل نے ایسا ہی کیا اور پھر چچا کے جواب کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

تین دن بعد کپل کو اُس کے چچا کا پوسٹ کارڈ ملا۔ انھوں نے لکھا تھا:

پیارے کپل!

تمھارا دوست بڑی خوشی سے یہاں آسکتا ہے۔ وہ اوپر کے کمرے میں تمھارے ساتھ رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی ایک اچھا اسکاؤٹ ہے۔ تم دونوں اپنے کیمپر بیج (کیمپ پر جانے والوں کا بِلّا) کی تیاری کر سکو گے۔ تمھاری چچازاد بہن ریکھا اب مکمل گائڈ بن گئی ہے۔ پچھلی رات اُس نے ہمیں آلو کی گرم گرم بھاجی اور بھاپ اُٹھتا ہوا مٹر پلاؤ کھلایا۔ بے حد لذیذ! اُس نے برابر کھانا پکاتے رہنے کی دھمکی دی ہے، اس لیے تیار رہو! تمھاری چاچی کی طرف سے تمھاری ماں کو پیار۔

اپنے ماتا پتاجی سے میری نمستے کہنا۔

ہم اتوار کو تم دونوں کا انتظار کریں گے۔

تمھارا مشفق چچا
وجے کپور

کپل بے حد خوش تھا۔ اُس نے اپنی ماں سے کہا "مجھے فوراً جا کر نوین کو بتانا چاہیے۔"

کپل کو نوین کی دکان پر جانا بہت اچھا لگتا تھا۔ اُس کی دکان کرنال بازار کے بالکل بیچ میں تھی جہاں ہمیشہ تازہ اناج اور میٹھے بسکٹوں کی خوشبو آتی اور بازار ہر وقت آنے جانے والوں سے بھرا رہتا تھا۔

آج نوین اپنی دکان پر اکیلا تھا۔ اُس نے کپل کو اچانک دیکھ کر کہا "کیسے آنا ہوا کپل! اچھا ہوا تم آ گئے۔"

"سنو، نوین! مجھے ابھی ابھی تمھارے لیے دعوت نامہ ملا ہے۔"

"میرے لیے! کس نے بھیجا ہے؟" اُس نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے تمھیں بتایا تھا نا کہ میں اپنے چچا کے پاس چھٹیاں گزارنے جا رہا ہوں۔ وہ پی ٹی انسٹرکٹر ہیں اور شملہ کے قریب ایک اسکول میں اسسٹنٹ اسکاؤٹ ماسٹر کے طور پر تعینات ہیں۔ انھوں نے تمھیں میرے ساتھ وہاں چلے آنے کی اجازت دے دی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ تم بھی اسکاؤٹ ہو۔ کیا تمھارے ماں باپ تمھیں جانے کی اجازت دے دیں گے؟"

"مجھے اُمید ہے کہ وہ رضامند ہو جائیں گے۔ مجھے وہاں جانے کی بڑی چاہ ہے۔ میں کسی پہاڑی مقام پر کبھی نہیں گیا۔ ٹھہرو۔۔۔۔ میں پتاجی کو بُلاتا ہوں۔"

حیرت کی بات تھی کہ نوین کے ماں باپ اُسے بھیجنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اُس کے باپ نے کپل سے کہا "دراصل ہم اس کی صحت کی طرف سے بہت فکر مند رہتے ہیں اور یہ تبدیلی اس کے لیے اچھی ثابت ہوگی۔ ہماری طرف سے اپنے چچا کا شکریہ ادا کر دینا۔"

"ہم اتوار کی صبح کو چھ بجے کی بس سے روانہ ہوں گے اور دوپہر تک تارا پہنچ جائیں گے۔ چاچا کا مکان تارا بس اسٹیشن سے صرف ایک فرلانگ اوپر پہاڑی پر ہے۔ میری چاچی کے یہاں گائے ہے اور سبزی ترکاری کا اپنا فارم ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ نوین وہاں رہ کر مضبوط اور تندرست بن جائے گا۔" کپل نے کہا۔
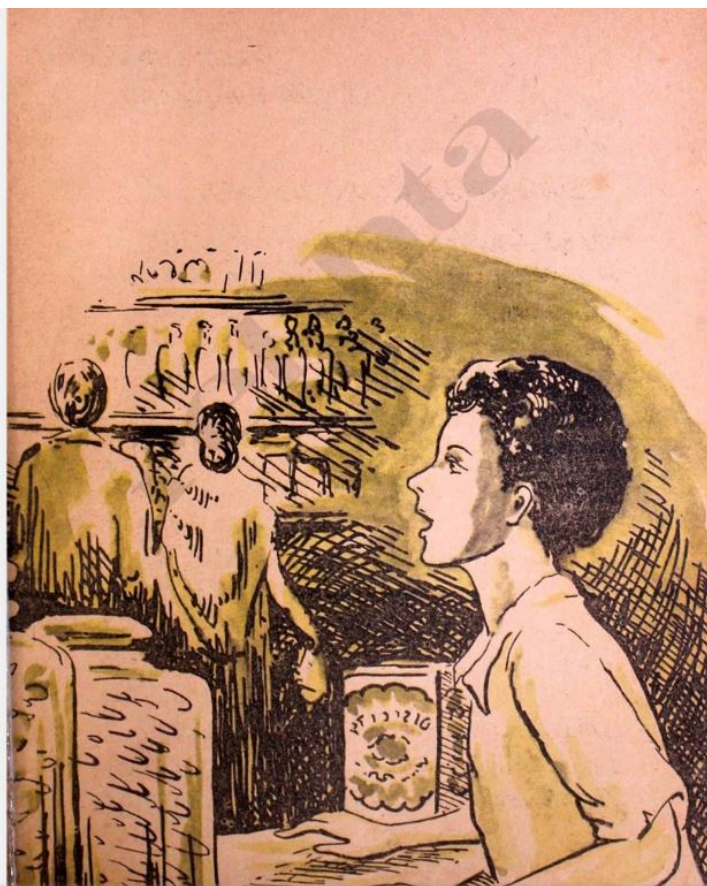
بال اسکاؤٹ اور اسکاؤٹ

اتوار کو چھ بجے سے پہلے ہی دونوں دوست بس اڈّے پر ملے۔ کپل کے پاس صاف سُتھرا تھیلا اور ایک چھوٹا سا سوٹ کیس تھا۔ نوین کچھ بے ترتیب سے بنڈل اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

"کیا کہنے نوین۔ تم تو دُنیا بھر کی چیزیں اپنے ساتھ لے آئے!" کپل نے کہا۔ دوسرے لڑکے بھی بس میں سوار ہو گئے تھے اور اپنے اپنے بنڈل گھسیٹ کر سیٹوں پر اور اُن کے نیچے رکھ رہے تھے۔

"ماں نے بہت اصرار کیا۔" نوین نے ایک بڑی سی ٹوکری کو زور لگا کر کھینچتے ہوئے کہا۔ اُس کا سانس پھولا ہوا تھا "ٹین کے اِس چھوٹے بکس میں میرے کپڑے ہیں، اور باقی سامان تمھاری چاچی کے لیے ہے۔ اِس ٹوکری میں آم ہیں۔ لمبے ڈبّے میں کئی طرح کے بسکٹ اور اِس تھیلے میں گُڑ شکر۔"

”خیر، مجھے یقین ہے کہ وہاں پہنچنے پر ہمیں یہ سب چیزیں کھاتے ہوئے خوشی ہوگی، اس لیے انھیں ساتھ لے چلنے کے بارے میں گلہ شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔“ کپل نے ہنستے ہوئے کہا۔

اُسی وقت کنڈکٹر نے سیٹی بجائی۔ مسافر جلدی جلدی بس میں سوار ہوگئے اور یہ بڑی سی بس چل پڑی۔ جب سب لڑکے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو نوین کہنے لگا ”تم نے کہا تھا نا کہ تمھارے وجے چاچا مجھے بھی اسکاؤٹ سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھیں مایوسی ہوگی۔ لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ تمھیں اسکاؤٹ کی حیثیت سے کیا کرنا پڑتا ہے؟“

”میں دو سال سے اسکاؤٹ ہوں۔ میں نے اسکاؤٹ کی دوسری جماعت کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے کچھ دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ فرسٹ ایڈ اور اشاروں سے اطلاع دینا سیکھ لیا ہے۔ لیکن نوین! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسکاؤٹ بننے سے پہلے میں بال اسکاؤٹ تھا۔“

”بال اسکاؤٹ! کیا مطلب؟“

”چھوٹے لڑکوں کو بال اسکاؤٹ کہا جاتا ہے۔ اُن کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ میں اپنے اسکول کی جماعت میں سات سال کی عمر میں شامل ہوا تھا، اور جس وقت میں بارہ سال کا تھا تو اسکاؤٹ بن گیا۔ ننھا منّا اسکاؤٹ ہونا بہت ہی دلچسپ تھا۔ دراصل لارڈ بیڈن پاویل نے بال اسکاؤٹ کا خیال ایک ہندوستانی لڑکے کی کہانی سے لیا تھا۔“

”لارڈ بیڈن پاویل کون تھا، اور وہ کیا کہانی ہے، جس کی تم بات کر رہے ہو؟“

”لارڈ رابرٹ بیڈن پاویل ایک انگریز تھا، جس نے 1907 میں اسکاؤٹ تحریک کی ابتدا کی۔ اس نے محسوس کیا کہ شہروں میں رہنے والے ہماری طرح کے لڑکے قدرت، یا پرندوں اور جانوروں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ ہم جنگل میں بے بس سے ہو جاتے ہیں اور خود اپنی دیکھ بھال نہیں کر پاتے۔ وہ چاہتا تھا کہ لڑکے آزاد، نڈر بنیں اور ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنا سیکھیں۔ اس کا خیال تھا کہ اگر لڑکوں نے یہ باتیں کم عمری میں ہی سیکھ لیں تو بڑے ہونے پر وہ یقیناً اچھے شہری بنیں گے۔ آج دُنیا کے بہت سے ملکوں میں اسکاؤٹ موجود ہیں۔ اسکاؤٹ تحریک عالمی بھائی چارے کی طرح ہے۔

”جہاں تک کہانی کا تعلق ہے، وہ ایک دوسرے انگریز رُڈیارڈ کپلنگ نے لکھی ہے۔ وہ کئی سال تک ہندوستان میں رہا تھا۔ اُس نے ’دی جنگل بُک‘ (جنگل کی کتاب) کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ کیا تم نے پڑھی ہے؟“

”نہیں، لیکن میں اسے پڑھنا چاہوں گا۔ وہ کس کے بارے میں ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ وجے چاچا کے پاس اس کی کاپی ضرور ہوگی۔ وہاں تم پڑھ سکتے ہو۔ یہ کہانی ایک دیہاتی لڑکے موگلی کے بارے میں ہے، جس کی پرورش جنگلی بھیڑیوں نے کی تھی۔“

”یہ کس طرح ہوا؟“

”موگلی کے ماں باپ اُسے جنگل میں لے گئے۔ اُس وقت وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ وہ جنگل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک شیر شکار کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا، اور جب اُن کی آگ بجھ گئی تو شیر خاں یعنی شیر اُن کی طرف جھپٹا۔ لیکن اُس کے پاؤں بجھتی ہوئی آگ کی چنگاری پر پڑ گئے۔ اُس کا پنجہ جل گیا اور وہ تکلیف کی وجہ سے دہاڑا۔ موگلی کے ماں باپ گھبرا کر جاگ اُٹھے۔ افراتفری میں موگلی پیٹ کے بل کھسکتا کھسکتا جنگل میں جا پہنچا اور وہاں کھو گیا۔ ایک مادہ بھیڑیے کی نظر اُس پر پڑی اور وہ اُسے اپنے بھٹ میں لے آئی۔ وہاں وہ اُس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا۔ وہ بھیڑیوں کے ساتھ بڑا ہوا اور غول کے ساتھ شکار کرنا سیکھ گیا۔ اُس نے دوسرے جانوروں اور پرندوں کی بولی اور اشارے بھی سیکھ لیے۔“

”یہ باتیں اُسے کس نے سکھائیں؟“

”اُس کے دو دوستوں، ذہین بوڑھے ریچھ ——— بھالو، اور چالاک چیتے ——— بھگیرا نے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جب ہم تارا پہنچ جائیں تو تم یہ سب کچھ پڑھ لینا۔“

تیار رہو

بس جلدی ہی بازار کے بالکل بیچوں بیچ ایک اسٹاپ پر رُکی۔

"اچھا" کنڈکٹر چیخا۔ تین آدمی نیچے اُتر گئے اور کنڈکٹر نے سیٹی بجادی۔

"روکو، روکو!" ایک بوڑھا آدمی چیخا۔

ڈرائیور نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور بولا "جناب، جلدی سوار ہوجائیے۔"

بوڑھا آدمی بس میں سوار ہوگیا، اور اس کے پیچھے پیچھے ایک موٹی سی عورت اور ایک چھوٹی لڑکی داخل ہوئیں۔ بس ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور چھوٹی لڑکی ڈگمگا کر گر پڑی۔ ایک سیٹ کے کونے سے ٹکرانے سے اُس کا گھٹنا چھل گیا تھا۔ وہ زور زور سے رونے لگی۔

"کنڈکٹر! کنڈکٹر!" بوڑھا آدمی چیخا "مہربانی کر کے بس روکو۔"

"معاف کیجیے گا، جناب۔ آپ کو اگلے اسٹاپ تک انتظار کرنا پڑے گا۔" کنڈکٹر نے جواب دیا۔

چھوٹی لڑکی پہلے سے بھی زیادہ زور سے رو رہی تھی۔

اُس کی ماں گھبرا کر کہنے لگی "میری پیاری بچّی! خراش سے خون بہ رہا ہے۔"

"شاید میں کچھ مدد کرسکوں۔" کپل نے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا "نوین! ذرا میرا تھیلا دینا۔"

کپل نے اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے ایک بکس سے چھوٹی سی شیشی نکال لی۔ اُس نے عورت سے کہا "مادام! میں پہلے خراش کو صاف کروں گا۔ اِس شیشی میں اسپرٹ ہے اور اس سے جلن پیدا ہوسکتی ہے۔ آپ ذرا اسے پکڑ لیجیے۔"

کپل نے روئی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر اسپرٹ لگایا۔ اس نے بہت جلدی لیکن خود اعتمادی کے ساتھ خراش کی صفائی کی۔ پھر کپل نے ایک دوسری چھوٹی سی شیشی ہاتھ میں پکڑی جس میں لال دوا بھری تھی۔ لڑکی اُسے دیکھ کر رونے ہی والی تھی کہ کپل نے ہنستے ہوئے کہا "دیکھو! میں تمھارے گھٹنے پر تمھاری فراک سے ملتا جلتا تیز سرخ رنگ لگاؤں گا۔" اور اُس نے لال دوا لڑکی کے گھٹنے پر لگادی۔

” نوجوان، یہ چیزیں تم اپنے ساتھ کیسے رکھتے ہو؟ مجھے یقین ہے کہ تم ڈاکٹری کے طالب علم تو نہیں ہو سکتے، کیوں کہ بہت چھوٹے ہو۔“ بوڑھا آدمی کہنے لگا۔

کپل ہنس پڑا ” جناب، میں ابھی چودہ سال کا ہوں، لیکن اسکاؤٹ ہوں اور ہمارا اصول ہے ’تیار رہو‘۔ اسی لیے میں جب کبھی سفر پر جاتا ہوں، اپنے ساتھ فرسٹ ایڈ کا سامان اور کچھ دوسرا سامان بھی رکھتا ہوں۔“

” تم اسکاؤٹ ہو۔“ بوڑھا آدمی بولا ” خوب، بہت خوب۔ تمھارا شکریہ۔“

تھوڑی دیر بعد ایک جگہ بس رُکی۔ کنڈکٹر نے کہا ” کالکا۔“

وہ بوڑھا آدمی، موٹی عورت اور چھوٹی لڑکی بس سے اُتر گئے۔ کنڈکٹر نے باقی مسافروں سے کہا کہ بس یہاں بیس منٹ رُکے گی۔ لوگ اپنی ٹانگیں پھیلا کر آرام کر سکتے ہیں اور کچھ کھا پی بھی سکتے ہیں۔

” آؤ نوین! آلو پوری کھائیں۔“ کپل نے بس سے اُترتے ہوئے کہا اور وہ قریب کی ایک دُکان کی طرف چل دیے۔

تارا فارم

کالکا سے آگے کا سفر نوین کے لیے بہت پُرمسرت اور حیرت انگیز تھا۔ سڑک چکّر دار موڑوں سے اوپر کی طرف جاتی تھی اور ہر موڑ پر نئی سمتیں آ رہی تھیں۔ پہاڑ آسمان کی طرف اوپر چڑھتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ حالانکہ سورج تیزی سے چمک رہا تھا لیکن ٹھنڈی ہَوا کے جھونکوں سے اس پر کپکپی سی طاری تھی۔ نیچے کی پہاڑیوں پر جھاڑیاں اور اُن کے جُھنڈ لمبے لمبے سیاہ درختوں اور تازہ پھولوں کے جنگلوں کا راستہ دکھا رہے تھے۔

” کتنا خوب صورت جنگل ہے!“ اس نے زور سے کہا۔

"یہ لمبے سیاہ درخت دیودار کے ہیں۔ ان میں پتّوں کی جگہ چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں۔" کپل نے اُسے بتایا۔

"اور وہ سُرخ پھول؟ کیا گلاب ہیں؟"

کپل ہنس پڑا "نہیں، بالکل نہیں! وہ 'روڈین ڈرن' (ایک سدا بہار جھاڑی کے پھول) ہیں۔ مئی کے مہینے میں جنگل ایسے نظر آتا ہے، جیسے اِن پھولوں میں آگ لگ گئی ہو۔ آج کل جون ہیں تو تھوڑے سے ہی پھول باقی بچے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ اسکاؤٹ تحریک کے ذریعے تم نے درختوں اور پھولوں کے بارے میں جانا ہے؟" نوین نے شرارت سے پوچھا۔

"ہاں، یہ ٹھیک ہی ہے۔ میں نے 'نیچر بیج' (قدرتی چیزوں کے بارے میں معلومات کا تمغہ) حاصل کیا ہے۔" دونوں زور سے ہنس پڑے۔ کپل بولا "دیکھو! وہ سامنے تارا ہے۔ اب ہم پہنچ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ چاچا بس اڈّے پر ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

واقعی جیسے ہی بس رُکی، ایک تیز آواز سنائی دی "وہ ہے۔ میں اُسے دیکھ سکتی ہوں۔ کپل بھائی!" اُس لڑکی کی عمر تقریباً بارہ سال کی تھی۔ اُس کی دو چوٹیاں اُس کی کمر تک جھول رہی تھیں اور اُس کی تیز آنکھوں میں چمک تھی۔ اُس نے بس کا دروازہ کھولا اور جلدی سے اوپر چڑھ گئی۔

"واہ، ریکھا! تم کتنی لمبی ہوگئی ہو!"

"لیکن اتنی لمبی نہیں، جتنے تم ہو۔" وہ ہنسی، "لاؤ، میں ٹوکری اُٹھالوں۔"

"یہ نوین ہے۔ چاچی کے لیے بہت سارے بنڈل لایا ہے۔ وجے چاچا کہاں ہیں؟"

"میں یہاں ہوں۔" ایک خوشگوار آواز سُنائی دی "تم دونوں اپنی باتیں ختم کرو اور پہلے سامان نیچے اُتارنے دو۔"

وہ سب اپنے بنڈلوں اور بکسوں کے ساتھ نیچے اُتر گئے تو بس اپنے شملہ کے سفر پر روانہ ہوگئی۔

"کپل، اب تم بہت اچھے نظر آنے لگے ہو۔ میری ہی طرح لمبے قد کے ہو۔" اُس کے چچا نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا دوست نوین ہے، چاچا!" کپل بولا۔

"مجھے یہاں بُلانے کے لیے شکریہ۔" نوین نے شرماتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمھارا ہر وقت استقبال کیا جائے گا۔" وجے چاچا نے جواب دیا۔

"کپل! تمھارے امتحان کیسے رہے؟"

"میں پاس ہو جاؤں گا لیکن نوین معمول کے مطابق یقیناً فرسٹ آئے گا۔" کپل نے کہا۔

جس وقت وہ تنگ پہاڑی راستے پر جا رہے تھے تو تقریباً آٹھ سال کے دو بچّے نیچے اُن کی طرف بھاگتے ہوئے آئے۔

ریکھا ہنستے ہوئے بولی "وہ رامو اور رانی ہیں۔ اب وہ دن کا اپنا اچھا کام کرنے پر اصرار کریں گے۔"

"اس سے تمھارا کیا مطلب ہے؟" نوین نے پوچھا۔

"کیا تم اسکاؤٹ نہیں ہو؟" وجے چاچا نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں، جناب ۔۔۔ ابھی نہیں، ہوں ۔۔۔" نوین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

ریکھا نے بات کاٹتے ہوئے کہا "رامو بال اسکاؤٹ ہے اور اُس کی جُڑواں بہن رانی بُلبُل ہے۔ بال اسکاؤٹ اور بُلبُل کے وعدے کا یہ ایک حصّہ ہے کہ دن میں کم سے کم ایک اچھا کام کیا جائے۔ اسی لیے جڑواں بھائی بہن ہمیشہ کسی نہ کسی کی مدد کرنے کے طریقے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ان کے باپ مسٹر راؤ تارا ریلوے اسٹیشن کے انچارج ہیں۔"

اس دوران دونوں بھائی بہن اُن کے قریب پہنچ چکے تھے۔ "مجھے کچھ مدد کرنے دیجیے! وجے انکل، مجھے ایک بنڈل اُٹھانے دیجیے!" — "ریکھا دیدی، مجھے بکس دے دیجیے۔" وہ ہانپتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"ابھی، ابھی۔ ذرا ایک منٹ رُکو۔ رامو! تمھاری تہذیب اور طور طریقے کہاں ہیں؟ پہلے کپل بھائی کو ہلو کہو۔" وجے چاچا نے اُن کی بات کاٹتے ہوئے کہا "اور یہ ان کا دوست نوین ہے۔"

بچّے ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکرائے "مہربانی کر کے ہمیں کچھ مدد کرنے دیجیے۔"

"ضرور، ضرور۔" کپل بولا "اِس تھیلے کو دونوں کونوں سے پکڑ کر تم لوگ اُٹھاؤ لیکن اسے گرانا نہیں۔"

پھر پوری پارٹی آگے بڑھی۔

" اب ہم یہاں پہنچ گئے اور تارا فارم پر تمھارا استقبال کیا جاتا ہے۔" وجے چاچا نے سُرخ چھوٹا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

راستے کے فرش پر پتھر لگا ہوا تھا جس پر چل کر وہ چھوٹے سے گھر میں پہنچے۔ گھر کی چھت سُرخ اور ڈھلواں تھی۔ نوین نے اطمینان کا گہرا سانس لیا "آخر کیوں، یہ بالکل پریوں کا سا گھر ہے۔" وہ خوشی سے چیخ اٹھا۔

" اور ہمارا کمرہ وہاں بالکل اوپر ہے۔ جہاں چھت تکونی کھڑکی سے اوپر اُٹھتی ہے۔" کپل نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جُڑواں بھائی بہن ہانپتے اور اپنے سانس کو قابو میں کرتے ہوئے پورچ میں داخل ہوئے تو رامو بولا "ہم اِس تھیلے کو اوپر چھت پر لے جائیں گے۔" شاید اُن کا 'اچھا کام' اُن کے لیے بہت بھاری کام بن گیا تھا۔

ہر فن مولا

جُڑواں بھائی بہن نے دونوں لڑکوں کو فارم دکھانے پر اصرار کیا۔ وہ زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن اس میں بہت ساری دلچسپ چیزیں تھیں۔ گھر کے پیچھے سبزی ترکاریوں کی کیاریاں تھیں۔ کیاریوں کے ایک طرف مُرغیوں کا ڈربا تھا جس کے چاروں طرف لکڑی کے فریم میں تار کی جالی لگی تھی اور اس کے اندر مُرغیوں کے لیے الگ الگ خانے بنے تھے۔ فرش پر لکڑی کا تازہ بُرادہ بچھا ہوا تھا۔

" ہمیں انڈے جمع کرنے میں مدد دینے کی اجازت ہے۔" جُڑواں بھائی بہن نے اعلان کیا۔

" اس کا دروازہ کچھ ڈھیلا ہے۔ میں نے پاپا سے اس کے بارے میں کہا تھا لیکن وہ

اتنے مصروف ہیں کہ شاید بھول گئے۔" ریکھا نے جالی دار دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

کپل نے غور سے دروازے کے قبضے دیکھتے ہوئے کہا "اس کی طرف سے فکر نہ کرو۔ میں اسے آسانی سے کس دوں گا۔ صرف کچھ نئے پیچ درکار ہیں۔ میرے پاس اوزاروں کا تھیلا ہے۔"

نوین اپنے دوست کی طرف تعریفی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اُن کاموں کی کوئی حد نہیں جو کپل کو آتے ہیں۔ یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے بڑھئی کا کام کہاں سے سیکھا۔ نوین کو یقین تھا کہ یہ بھی اسکاؤٹ ٹریننگ کا ہی ایک حصّہ ہوگا۔

کپل نے مُرغی خانے کے پیچھے ایک خالی شیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا "گائے کو کیا ہوا؟"

ریکھا نے جواب دیا "وہ بے چاری پچھلی سردیوں میں مر گئی۔ لیکن ہمیں جسونت کی ڈیری سے بہت سا دودھ اور مکھن مل جاتا ہے۔"

"واہ، خوب!" کپل نے خوشی سے کہا "مجھے بہت خوشی ہے کہ جسونت یہیں ہے۔ وہ بہت اچھا اسکاؤٹ ہے۔ شاید وہ مجھے اور نوین کو ایک دو رات کے لیے کیمپ پر لے جائے۔"

"مجھے یقین ہے کہ وہ بخوشی ایسا کرے گا۔ لیکن اب ہمیں اندر چل کر کچھ کھانا چاہیئے۔" ریکھا نے باورچی خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

نوین نے دیکھا کہ باورچی خانے کے بالکل سامنے ایک نیچی سی میز تھی اور اس کے آگے ایک تختہ بنچ کی طرح لکڑی کی دیوار میں جُڑا ہوا تھا۔

ریکھا کی ماں کھانا نکال نکال کر دے رہی تھی اور ہر ایک اپنا تھال اور لسّی کا گلاس لے کر میز کی طرف جا رہا تھا۔ خوب سیر ہو کر کھانے کے بعد نوین نے حیرت سے دیکھا کہ باری باری سے ہر کوئی اپنے برتن دھونے کے لیے سِنک کے پاس لے جاتا اور اُنھیں دھو ڈالتا۔ اس طرح کھانا پکانے والے دو برتنوں کے علاوہ ریکھا کی ماں کے پاس دھونے کے لیے کوئی بھی برتن باقی نہیں بچا تھا۔ نوین نے اپنے گھر پر کبھی اپنا تھال نہیں دھویا تھا۔ اس نے کپل کو برتن دھوتے ہوئے دیکھا پھر اسی طرح اس نے بھی احتیاط سے اپنا تھال صاف کیا اور برتنوں کو پونچھ کر سِنک کے اوپر ریک پر

رکھ دیا۔ اُس نے کپل اور ریکھا کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا۔

اُس نے نگاہیں اوپر اُٹھا کر دیکھا کہ شاید کپل اُسے دیکھ رہا ہو۔ "میں جلد ہی سیکھ جاؤں گا۔" اُس نے کہا۔

"بے شک تم سیکھ جاؤ گے۔" کپل نے اپنا بازو پیار سے اپنے دوست کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا "آؤ، ہم اپنا سامان کھولیں، اور پھر ڈربے کا دروازہ ٹھیک کریں گے۔"

اسکاؤٹ کیمپ

"آج یہاں تمھارا پہلا دن ہے اس لیے آرام سے رہو۔" شام کو وجے چاچا نے اُن سے کہا "میرا خیال ہے کہ بہتر ہوگا اگر ہم اسکاؤٹ کیمپ تک چلیں۔ آج کل وہاں لڑکے نہیں ہیں کیوں کہ اِس مہینے اِنسٹرکٹرز (اُستادوں کا) کورس ہو رہا ہے۔ لیکن وہ جگہ ہم نوین کو دکھا سکتے ہیں۔"

دونوں لڑکے، ریکھا اور وجے چاچا ایک تنگ اور سایہ دار سڑک پر چلتے رہے۔ گھنے جنگل سے گزر کر اچانک وہ ایک کھُلے میدان میں پہنچ گئے۔ نوین کو اتنی بڑی اور ہموار جگہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ یہ جگہ بالکل پریڈ گراؤنڈ کی طرح تھی۔ میدان کے ایک سرے پر لکڑی کے لٹھوں سے بنی کچھ جھونپڑیاں تھیں۔

"نوین! یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنے اسکاؤٹ کیمپ کے لیے آئے تھے۔" کپل نے کہا، آؤ، میں تمھیں رات کا کھانا کھانے کی جھونپڑی اور دوسرے کمرے دکھاؤں۔"

ایک جھونپڑی میں میزیں اور لکڑی کے چھوٹے چھوٹے اسٹول رکھے تھے۔ ہر میز کرسی پر

گہرا رنگ کیا ہوا تھا —— پیلا، لال، ہرا یا نیلا۔ وہ بہت اچھے نظر آ رہے تھے۔ سونے کے کمروں کو دیکھ کر نوین کو بڑی حیرت ہوئی کیوں کہ اُن کی دیواروں پر ریل کے ڈبّے کی طرح سونے کے لیے تین تین تختے لگے ہوئے تھے۔

"اس طرح ایک ساتھ رہنے میں بڑا مزا آتا ہوگا۔" اُس نے کپل سے کہا۔

"ہاں! یہاں میں نے بہت اچھا وقت گزارا اور مُلک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لڑکوں کے ساتھ دوستی کی۔"

دروازے سے دو چھوٹے گول چہروں نے اندر جھانکا۔

"ہلو، بچّو!" کپل بولا "تم کہاں سے ٹپک پڑے؟"

"ہم انھیں بات چیت گروپ دکھانا چاہتے ہیں۔" راموں نے کہا۔

نوین زور سے ہنس پڑا "گپ شپ گروپ؟ وہ کیا ہے؟"

دونوں بچّے ٹھٹّا لگا کر ہنسنے لگے "گپ شپ نہیں، بات چیت۔"

وجے چاچا مسکرائے "بات چیت گروپ اُسے کہتے ہیں جہاں بال اسکاؤٹ ٹولیاں جمع ہوتی ہیں۔ وہ جگہ یہاں سے پانچ سو گز آگے ہے۔"

”راموا مجھے اپنے بات چیت گروپ میں ضرور لے چلو۔“ نوین نے کہا۔

دونوں جڑواں بھائی بہن اُن کے آگے آگے اُچھلتے کودتے چل رہے تھے۔ اس طرح وہ لوگ پہاڑیوں کے درمیان بنی ہوئی ایک دوسری ہموار کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ یہ جگہ پہلے والے میدان سے چھوٹی اور شکل میں گول تھی۔ یہاں پہاڑی کے سرے پر نیچے جانے کے لیے پتھر کی ناہموار سیڑھیاں تھیں۔

”یہ جگہ تو چھوٹے سے اوپن ایئر تھیٹر کی طرح لگتی ہے۔“ نوین بولا۔

”ایک طرح یوں ہی سمجھ لو۔“ وجے چاچا نے بتایا ”کیمپ کے آخری دن لڑکے یہاں کیمپ فائر کے موقعے پر کھیل تماشے دکھاتے ہیں —— لوک ناچ اور ہنسی مذاق کے ناٹک کرتے ہیں، گیت گاتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔“

”اور اکیلا یہاں بات چیت کی میٹنگ بھی کرتا ہے۔“ راموں نے کہا۔ وہ اپنی بات کو اہمیت دینا چاہتا تھا۔

”یہ اکیلا کون ہے؟“ نوین نے پوچھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ جاننا چاہتا تھا۔

”چاچا، اس بات سے مجھے خیال آیا کہ کیا آپ نوین کو پڑھنے کے لیے ’دی جنگل بک‘ دے سکتے ہیں؟ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اس کے سوالوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔“ کپل نے اپنے چچا سے کہا۔

”یقیناً۔ اسے وہ کتاب ضرور پڑھنا چاہیے۔ ’دی جنگل بک‘ کے بھیڑیوں کے غول کے لیڈر کے نام پر بال اسکاؤٹ ٹولی کے لیڈر کو اکیلا کہتے ہیں۔“ وجے چاچا نے بتایا۔

سورج پہاڑیوں کے پیچھے چھپنے لگا تھا۔ بادلوں کا رنگ سنہری سے گلابی اور پھر شوخ ارغوانی سا

ہوتا رہا اور پھر دھیرے دھیرے دُھندلا گیا۔ نوین نے سوچا کہ اس نے ایسا خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"یہ بہت خوبصورت جگہ ہے۔" اُس نے کہا۔

"کئی سال پہلے جب ایک بوڑھا آدمی رٹائر ہونے کے بعد ہندوستان سے جا رہا تھا تو اُس نے یہ پورا علاقہ بوائے اسکاؤٹ ایسوسی ایشن کو تحفے کے طور پر دے دیا تھا۔ اس سے پہلے کچھ ہندوستانی رہنماؤں نے 'ہندوستان اسکاؤٹس' کے نام سے ایک خالص ہندوستانی اسکاؤٹ تحریک شروع کی تھی۔ 1947 میں ہمیں آزادی ملنے کے بعد یہ دونوں گروپ 'بھارت اسکاؤٹس اور گائڈس آف انڈیا' بنانے کے لیے متّحد ہو گئے تھے۔ آؤ، اب ہمیں گھر چلنا چاہیے۔"

شام کا جُھٹپٹا تیزی سے بڑھ رہا تھا اور پھر جلدی ہی اندھیرا چھا گیا۔ "شملہ کی روشنیوں کو دیکھو۔" کپل نے گھر پہنچتے ہوئے کہا۔

پہاڑی کے سامنے ہزاروں روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔

"اب ذرا اوپر کی طرف دیکھو۔" وجے چاچا نے کہا۔

نوین کے سر کے اوپر آسمان میں ہزاروں ستارے لٹکے نظر آ رہے تھے۔

"یہ کتنے بڑے اور چمکیلے نظر آ رہے ہیں۔ ہم نے اتنے چمکیلے ستارے کرنال میں کبھی نہیں دیکھے۔" اُس نے کہا۔

"کپل! نوین کو شمال میں قطبی ستارہ دکھاؤ۔" اُس کے چچا نے کہا "تم اسے سکھاؤ کہ وہ خود اسے کس طرح تلاش کرے۔"

نوین نے جلد ہی ستاروں بھرے آسمان کو رات کی پرکار کی حیثیت سے استعمال کرنا سیکھ لیا کہ سب سے پہلے کس طرح ستاروں کے جُھمکے کو پہچانا جاتا ہے اور پھر اس کے ستاروں سے قطبی ستارے کے مقرّرہ سِرے تک لکیریں کھینچی جاتی ہیں۔

اُس رات نوین جب سونے والا تھا تو اس نے اپنے دوست سے کہا "کپل! میں یہاں آ کر بہت خوش ہوں۔"

"مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم یہاں لُطف اندوز ہو رہے ہو۔ اب تم سو جاؤ۔ میں نے چاچی سے وعدہ کیا ہے کہ صُبح کو سب سے پہلے ہم ڈربے کی صفائی میں مدد کریں گے۔"

سیر و تفریح

"کھٹ، کھٹ۔"

نوین جاگ اٹھا۔

"کھٹ، کھٹ، کھٹ۔"

"کپل! کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔" وہ بولا۔ اُس نے اپنے دوست کے بستر کی طرف دیکھا لیکن کپل کا بستر خالی تھا۔ بستر کے کپڑے بہت اچھی طرح تہ کیے گئے تھے۔ وہ بستر سے اُٹھ گیا اور اسی طرح اُس نے بھی اپنا بستر تہ کر دیا۔

اسی دوران کپل اندر داخل ہوا۔ وہ کپڑے پہن کر تیار تھا۔ اس نے پوچھا "خوب نیند آئی؟"

"کھٹ کھٹ، کھٹ کھٹ۔"

"سنو، کپل! یہ کون کھٹکھٹا رہا ہے؟"

"یہ شاید چت کبرا ہُدہُد ہوگا۔ وہ گھر کے بالکل پیچھے شاہ بلوط کے پُرانے پیڑ میں رہتا ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ ہم ڈربے کی طرف جاتے ہوئے اُسے دیکھیں گے۔"

کچھ دیر بعد دونوں لڑکے ایک سایہ دار پیڑ کے نیچے کھڑے تھے۔

نوین نے پوچھا "وہ کہاں ہے؟"

"شش۔ شور نہیں ورنہ وہ اُڑ جائے گا۔" کپل نے کہا۔

"کھٹ کھٹ، کھٹ کھٹ۔"

"دیکھو، وہ ہے۔" کپل نے اشارہ کرتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔

نوین نے غور سے دیکھا۔ "کھٹ کھٹ" ہُدہُد اپنا کام کیے جا رہا تھا۔ نوین نے چھوٹے چھوٹے سفید اور کالے دھبّوں والا ایک پرندہ دیکھا جس کا سر تیز سُرخ رنگ کا تھا۔ وہ پیڑ کے تنے پر پُھدک رہا تھا اور اپنی نوکیلی چونچ پوری طاقت سے اُس پر مار رہا تھا۔ "یہ کیا کر رہا ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"اُن کیڑے مکوڑوں کو تلاش کر رہا ہے جو پیڑ کے تنے میں رہتے ہیں۔"

"وہ تنے پر اس طرح کیسے چل سکتا ہے؟" اس عجیب پرندے کو دیکھ کر نوین بہت خوش ہو رہا تھا۔

"وہ اپنی چھوٹی اور گٹھی ہوئی دُم کے سہارے ٹِکا رہتا ہے، لیکن اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

کپل گائے کے شیڈ سے پہیے دار سُرخ ہاتھ گاڑی اور لمبے دستے والی جھاڑو لے آیا۔ "تم اِس گاڑی کو پکڑو۔" اُس نے کہا "اور میں جھاڑو سے لکڑی کا بُرادا صاف کروں گا۔ ہم اِس بُرادے کو باغ کے گڑھے میں ڈال دیں گے اور پھر اس کے فرش پر تازہ بُرادا بچھائیں گے۔"

وہ دونوں اپنے کام میں مصروف تھے کہ چاچی آ گئی۔ اُس کے ہاتھ میں مُرغیوں کے دانے کی ٹوکری تھی۔

"یہ بہت اچھا ہے کہ تم دونوں مدد کر رہے ہو۔" وہ دانے کے برتن میں دانہ ڈالنے لگی پھر اُس نے مرغیوں کو بُلایا "چک، چک چک۔"

مُرغیاں اپنے خانوں سے اُچھلتی کودتی، بھاگتی ہوئی دانے کی طرف لپکیں۔ کپل نے پانی کے برتن صاف کیے اور نوین نے ان میں پانی بھرا۔

"کپل! کیا تم میرا ایک کام کر سکو گے؟" وجے چاچا نے کہا۔

"کیوں نہیں، چاچا!"

"مجھے ایک کام سے شملہ جانا ہے لیکن میں نے بھیڑوں کے فارم کے مسٹر ویاس سے وعدہ کیا ہے کہ میں ہر

ہفتے پابندی سے اُنھیں سبزی سپلائی کرتا رہوں گا۔ اگر تم اور نوین انھیں سبزی پہنچا سکو تو بہت مدد ہوگی۔"

"چاچا! ہم بڑی خوشی سے یہ کام کریں گے۔ میں نوین کو پہاڑ پر لے جانا چاہتا ہوں۔ بھیڑوں کا فارم اسکاؤٹ کیمپ سے صرف ایک دو میل آگے ہی تو ہے۔" اُس نے اپنے دوست کو بتایا۔

روانہ ہونے سے پہلے کپل نے کھانے کا ڈبّہ اور تھرمس اپنے تھیلے میں رکھا۔ نوین نے دیکھا کہ اُس نے ایک جیبی چاقو اور نوٹ بُک بھی رکھ لی ہے۔ پھر وہ دونوں سبزیوں کا ایک ایک تھیلا اُٹھا کر چل پڑے۔

دو گھنٹے میں وہ آسانی سے بھیڑوں کے فارم پر پہنچ گئے۔

"وہ رہے مسٹر ویاس۔" کپل نے بتایا اور پھر اس نے ایک پتلے دُبلے آدمی کو ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا جو گھنے بالوں والی ایک بڑی سی بھیڑ کو لِٹا کر اُس کا معائنہ کر رہا تھا

"میرے چاچا نے آپ کے لیے سبزی بھیجی ہے، مسٹر ویاس!" کپل نے اُس سے کہا۔

"شکریہ! اِس بے چاری نے اپنے پاؤں میں چوٹ لگا لی ہے۔" مسٹر ویاس بولے۔

"آپ بہت مصروف نظر آ رہے ہیں اس لیے اب ہمیں چلنا چاہیے۔" کپل نے کہا اور تھیلے ایک گودام میں رکھ دیے۔

چھپنا اور ڈھونڈھنا

چلنے سے اُنھیں بھوک لگنے لگی تھی۔ کپل نے ایک اچھی سی جگہ تلاش کی جہاں اُنھوں نے بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد کپل نے کہا "کیا ہم 'شکاری کی تلاش' کا کھیل کھیلیں؟"

"وہ کیسے کھیلتے ہو؟" نوین نے پوچھا۔

"جاؤ اور جنگل میں چھپ جاؤ۔ میں تمھیں پانچ منٹ دوں گا۔ پھر میں تمھیں اُن نشانوں کے ذریعے تلاش کرنا شروع کروں گا جو تم نے چھپتے وقت چھوڑے ہیں۔"

"میں کوئی نشان نہیں چھوڑوں گا۔" نوین نے کہا۔

"ایسا تو تم سوچتے ہو۔" اُس کے دوست نے جواب دیا "لیکن ایک اسکاؤٹ کو یہ ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ 'راز بتانے والے' تمام اشاروں پر نظر رکھے۔ جس وقت میں تمھیں تلاش کرلوں گا تو بتاؤں گا کہ کن اشاروں کے ذریعے میں نے تمھیں ڈھونڈا ہے۔"

نوین وہاں سے دوڑ کر چلا گیا۔ اُس نے پہاڑی کی طرف کچھ بڑی بڑی چٹانیں آگے کو نکلی ہوئی دیکھی تھیں۔ وہ چٹانوں کی طرف بڑھا۔ اپنے آپ کو اچھی طرح چھپانے کے لیے اُس نے گھنی جھاڑیوں کو ہٹایا تاکہ وہ وہاں سے خود تو ہر چیز کو دیکھے لیکن اُسے کوئی نہ دیکھ سکے۔ وہ چٹانوں کے نیچے دبک کر بیٹھ گیا۔

اس دوران کپل نے پانچ منٹ بڑی بے صبری سے انتظار کیا اور پھر اُسے تلاش کرنے لگا۔ نوین کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُس نے جھاڑیوں میں سے ایک چہرہ جھانکتے ہوئے دیکھا کپل نے ہنستے ہوئے کہا "تم پکڑے گئے!"

"تم نے اتنی جلدی مجھے کیسے ڈھونڈ لیا؟" نوین نے اپنی جگہ سے باہر نکلتے ہوئے افسردگی سے پوچھا۔

"آؤ! میں تمھیں وہ نشان دکھاؤں جو تم نے چھوڑے تھے۔ سب سے پہلے مجھے اس سمت کا پتہ چل گیا جدھر تم گئے تھے کیوں کہ تم پہاڑی کی طرف جاتے ہوئے اپنی کھانسی کو روک رہے تھے۔ تم گیلی زمین پر اپنے پیروں کے نشان بھی صاف دیکھ سکتے ہو۔ تمھیں خشک زمین پر قدم رکھنے چاہیئے تھے۔ ذرا ان جھاڑیوں کی طرف دیکھو۔ تم نے راستہ بنانے کے لیے انھیں کس طرح دھکیلا ہے۔ شاخیں مڑ گئی ہیں اور چھوٹی ٹہنیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کے بیچ میں کافی جگہ بن گئی ہے۔"

"ہاں، مجھے پتہ چل گیا کہ میں نے بہت سارے اشارے چھوڑ دیے تھے۔" نوین بولا "اب تمھاری باری ہے۔ مجھے شک ہے کہ میں کوئی اچھا جاسوس ثابت ہو سکوں گا!" نوین نے خاموشی سے انتظار کیا کہ شاید اُسے کوئی ایسی آواز سُنائی دے جائے جس سے اسے کپل کی سمت کا پتہ چل جائے، لیکن اُسے صرف ہُوا کی سرسراہٹ اور 'رک' (ایک قسم کا کوّا) کی کائیں کائیں ہی سُنائی دی۔ پانچ منٹ گزر گئے تو وہ ہمّت ہار چکا تھا۔ جس طرف وہ پہلے خود چُھپا تھا، اُس کی مخالف سمت میں بغیر سوچے سمجھے چل پڑا۔ اُس نے قدموں کے نشان یا ٹوٹی ہوئی شاخیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن سب بے کار۔

اچانک اس نے جھاڑیوں میں اپنے قریب کوئی چیز ہلتی ہوئی سی محسوس کی۔ وہ خوف سے سہم گیا۔ کیا یہ سانپ تھا؟ پھر اُسے ہلکی سی چیں چیں کی آواز سُنائی دی۔

دوسرے ہی لمحے نوین ڈھونڈنے کے کھیل کو بالکل بھول گیا اور پوری طاقت سے چیخا "کپل، کپل، کپل!"

کپل اچانک مدد کے لیے پُکارنے کی آواز سُن کر گھبرا گیا۔ دراصل وہ اس وقت نوین کے روانہ ہونے کی جگہ سے بمشکل دس گز کے فاصلے پر صنوبر کے چھوٹے چھوٹے پیڑوں کے پیچھے دُبکا ہوا تھا۔ وہ ایک دم کھڑا ہو گیا اور چیخ کی سمت بھاگا۔ وہ سوچ رہا تھا، اِس نادان شہری لڑکے کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ گیا؟

اُس نے دیکھا کہ نوین دو چٹانوں کے درمیان پیٹ کے بَل لیٹا جھاڑیوں کے اندر کسی چیز کو بہت دھیان سے دیکھ رہا تھا۔

"نوین! تم ٹھیک تو ہو؟" اس نے سانس پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"کپل! اِدھر آؤ۔ دیکھو، میں اسے چھونے کی ہمّت نہیں کرسکتا۔ سنو۔"

کپل نے چیں چیں کی آواز سنی۔ وہ گھٹنوں کے بَل جھکا اور دیکھنے لگا۔ جھاڑی کے اندر گڑھے میں کتّے کا ایک چھوٹا سا بچّہ خوف، تھکن اور تکلیف سے نیم مُردہ سا پڑا تھا اور اس کا اگلا پنجہ کھٹکے میں پھنسا ہوا تھا۔

"چچ چچ! بے چارہ ننّھا سا بچّہ۔ ٹھہرو نوین! میں کھٹکے کو ہٹاتا ہوں۔ میں اِن بے ہودہ چیزوں سے واقف ہوں۔ شکاری خرگوش پکڑنے کے لیے انھیں لگاتے ہیں۔"

پلاّ کمزور آواز میں چیں چیں کر رہا تھا۔ لڑکوں نے کھٹکے کے ساتھ ہی اُسے گڑھے سے باہر نکالا۔ کپل نے پھندا کھول کر اس کا پنجہ الگ کیا۔ وہ اس کے ہاتھ میں بالکل ڈھیلا ڈھالا سا تھا۔

"مجھے ڈر ہے کہ اس کی ہڈّی ٹوٹ گئی ہے۔ یہ بہت چھوٹا ہے۔ ہڈّی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ شاید یہ یہاں کافی دن سے ہوگا۔ دیکھو، کتنا کمزور ہے۔ یہ بہت بھوکا ہے۔"

"کتنی ظالم چیز ہے یہ!" نوین نے کھٹکے کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

"نوین! اسے پھینکو مت۔ ہم اس کی رپورٹ کریں گے لیکن آؤ سب سے پہلے اسے جلدی سے گھر لے چلیں۔" کپل نے کہا۔

چھوٹا بھالو

لڑکے جب گھر پہنچے تو دیے چاچا دروازے میں داخل ہو رہے تھے۔

"وہاں تمھیں کیا مل گیا؟" انھوں نے پوچھا۔

لڑکوں نے انھیں پوری کہانی سُنائی۔ انھوں نے کھٹکا نوین سے لے لیا۔ "یہ تو غلط بات ہے۔ میں اسے پولیس چوکی لے جاؤں گا اور اس کی رپورٹ کروں گا۔ تمھاری چاچی اِس بے چارے پلّے کے پنجے پر پٹّی باندھنے میں مدد کرے گی۔"

چاچی پریشان سی اُس کی مرہم پٹّی کر رہی تھی کہ ریکھا آگئی۔ نوین نے اُس کے سامنے بھی پوری کہانی دوہرائی۔ ریکھا کو ننّھے پلّے سے ہمدردی ہوگئی۔ "کیا ہم اسے رکھ سکتے ہیں؟ ہم رکھ لیں۔ جب سے بھالو مَرا ہے ہمارے یہاں کوئی کُتّا بھی نہیں ہے۔ اس کا رنگ بھالو جیسا ہی ہے —— بھورا بدن اور تھوتھنی سیاہ۔ ہم اسے چھوٹا بھالو کہیں گے۔"

"سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اسے زندہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ بھوکا اور بہت کمزور ہے۔"

"میں اس کی دیکھ بھال کروں گی۔" لڑکی نے بڑے جوش سے کہا "ٹھہرو! میں اس کے لیے ایک آرام دہ بستر بناؤں۔ نوین! کیا تم میری مدد کرو گے؟"

وہ شیڈ کی طرف لپکی۔ نوین اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اُنھیں ایک خالی اور گول ٹوکری مل گئی۔ نوین نے اُسے صاف کیا اور جھاڑا پونچھا۔ ریکھا نے پہلے اُس میں پیال بچھائی اور پھر کچھ نرم نرم کپڑے رکھے اور پلّے کو ٹوکری میں رکھ دیا۔

راموا اور رانی اندر بھاگتے ہوئے آئے۔ رانی اپنے ہاتھ میں ایک کتاب تھامے ہوئے تھی۔ اُس نے کپل سے کہا "میں تمھیں جنگلی پھولوں کا اپنا ذخیرہ دکھانے کے لیے لائی ہوں۔"

"پہلے یہ دیکھو کہ ہم تمھیں کیا دکھاتے ہیں۔" اُس نے پلّا دکھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم اسے کھلائیں پلائیں گے کیسے؟" چاچی نے کہا "یہ اتنا کمزور ہے کہ پیالے سے دودھ نہیں پی سکتا اور میرے پاس دودھ پلانے کی بوتل نہیں ہے۔"

"کیا میری گڑیا کی چھوٹی شیشی سے کام چل جائے گا؟" رانی نے پوچھا۔

"بہت اچھا خیال ہے۔" کپل نے کہا۔ دونوں بھائی بہن شیشی لینے کے لیے بھاگے۔ شیشی بچّے کے لیے بالکل مناسب سائز کی تھی ـــــ ریکھا نے اُسے چُسنی سے دودھ پینا سکھایا۔

"نوین! کیا تم مانوگے کہ آج تم نے اسکاوٹ کا ایک اور امتحان پاس کر لیا ہے۔" کپل نے اپنے دوست سے کہا۔

"تمھارا کیا مطلب ہے؟" نوین نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ایک اسکاوٹ سب جانوروں کا دوست ہوتا ہے؟" کپل نے ایک قول دوہرایا۔

"کپل بھائی! بال اسکاوٹ بھی دوست ہوتے ہیں۔" رامو نے یاد دلایا۔

"اور بُلبُل اور گائڈ بھی۔" رانی بولی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُسے نظر انداز کر دیا جائے۔

چھوٹا بھالو اب بھوکا نہیں تھا اور نا ہی اسے کوئی تکلیف تھی بلکہ وہ ٹوکری میں گول مول ہو کر پڑا ہوا گہری نیند سو رہا تھا۔

رات میں خطرے کا اشارہ

دن کے واقعات اس قدر دلچسپ تھے کہ نوین کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ 'دی جنگل بُک' پڑھنے لگا لیکن جب کپل سو گیا تو اُس نے روشنی جلائے رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ کھڑکی کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور کپل نے جن مخصوص ستاروں کے نام اُسے بتائے تھے اُنھیں پہچاننے کی کوشش کرنے لگا۔

کہیں دور کوئی گیدڑ ہاؤ ہاؤ کرنے لگا اور رات کے سنّاٹے میں اس کی بھیانک آواز دور تک پھیل گئی۔ نوین کی نظریں دُھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر پر جم گئیں جو اسکاوٹ کیمپ کے نیچے جھاڑیوں سے اٹھ رہی تھی۔

اچانک اُس نے اوپر اُٹھتی اور نیچے گرتی ہوئی تیز چنگاریوں کا فوارہ سا دیکھا جو ٹوٹ کر نیچے گرتے ہوئے ستاروں کی طرح تھا۔ اُس سے ذرا آگے ایک دوسری جھاڑی سے شعلے لپکنے لگے۔ گیدڑ پھر چیخا۔

نوین بے چین ہو گیا۔ کپل نے جنگل کی جس خطرناک آگ کے بارے میں اسے بتایا تھا کہیں یہ وہی آگ تو شروع نہیں ہو گئی؟ کیا اُسے اپنے دوست کو جگانا چاہیے؟ یا یہ اس کا پاگل پن ہے؟

وہ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا اس لیے اس نے آہستہ سے کپل کا کندھا

ہلایا اور دھیرے سے کہا "کپل، کپل! اُٹھو!"

"کیا ہے؟" کپل سوتے میں بڑبڑایا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ جنگل کی آگ ہو۔" نوین نے کہا۔

کپل ایک دم بستر سے اُٹھ بیٹھا اور اُس نے باہر دیکھا۔ "ہاں! ایسا ہی لگتا ہے۔ کوئی گرم کپڑا پہن لو۔ ٹارچ کہاں ہے؟ نیچے آجاؤ! میں چاچا کو جگاتا ہوں۔" یہ باتیں کہتے ہوئے کپل نے خود سوئیٹر پہن لیا تھا۔ اُس نے ٹارچ اُٹھائی، اپنے جوتے پہنے اور تیزی سے سیڑھیوں سے نیچے اُتر گیا۔

جب تک نوین نیچے پہنچے، وجے چاچا جاگ چکے تھے۔

"آؤ، لڑکو!" وجے چاچا نے کہا۔

اُسی وقت اُنھیں دور سے گھنٹے کی آواز سُنائی دی۔ رات کے وقت مصیبت میں مدد کے لیے بُلانے کا یہ اشارہ پہاڑیوں کے پار بار بار گونج رہا تھا۔

جب وہ تیز تیز بھاگتے ہوئے جا رہے تھے تو اُنھیں راستے میں دوسرے لوگ بھی ملے۔ اُن میں سے کسی نے بالٹی اُٹھا رکھی تھی تو کسی نے ٹارچ۔

جس وقت وہ اُس جگہ پہنچے تو آگ کافی پھیل چکی تھی۔ نوین نے دیکھا کہ بہت سارے لوگ قطار میں کھڑے ہو گئے ہیں اور ایک آدمی دوسرے کو جلدی جلدی بالٹیاں پکڑا رہا ہے۔ آگ بُجھانے کے کام کی نگرانی سفید بالوں والا ایک بوڑھا آدمی کر رہا تھا۔ وجے چاچا، کپل اور نوین بھی اُس قطار میں شامل ہو گئے۔ جلتے ہوئے حصّوں تک پانی نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

بوڑھا آدمی کہہ رہا تھا "ہمیں جوابی آگ جلانا چاہیے۔ جسونت! والنٹیروں کو لاؤ۔"

"ابھی آیا۔" ایک مضبوط آواز اُبھری۔

نوین کو ایک لمبے قد والا سکھ نوجوان آگے کی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا۔ اُس کے پیچھے پیچھے دو یا تین آدمی اور تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے پہاڑی پر چلے گئے اور نوین کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ

اُنھوں نے قریب کی جھاڑیوں کی پوری قطار میں آگ لگا دی۔

کپل! یہ کیا کر رہے ہیں؟" اُس نے پوچھا۔

"دونوں آگ بالکل پیڑوں کی قطار کے نیچے ملیں گی۔ نوین! آگ آگ کو ختم کرتی ہے۔ وہ میرا دوست جسونت ہے۔"

اب آدمیوں کی ایک قطار آگ کے نچلے سِرے کے قریب پہنچ گئی تھی اور وہ لوگ جھاڑیوں پر ڈنڈے مار رہے تھے۔ جھاڑیاں زیادہ پانی ڈالنے سے بھیگ چکی تھیں لیکن وہ انھیں پیٹے جا رہے تھے تاکہ اُن میں کوئی چنگاری باقی نہ رہ جائے اور دوبارہ آگ نہ بھڑک اُٹھے۔

دونوں جھاڑیوں کی آگ ایک جگہ آ کر ملی۔ زور سے بھڑکی اور پھر نوین کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ آگ بُجھ گئی۔

جسونت کہہ رہا تھا "اس پر ریت ڈالنے کے لیے زیادہ لوگوں کی ضرورت ہے۔"

"آؤ، نوین!" کپل نے کہا۔ دونوں لڑکے دوڑ کر جسونت کے پاس چلے گئے۔ وہ خوش تھے کہ انھیں نیا کام کرنا پڑے گا۔

"ہلو، کپل!" جسونت بولا "میں نے سُنا تھا کہ تم یہیں ہو۔ ملاقات بھی ہوئی تو کس جگہ۔ اب بات کرنے کا موقع نہیں۔ اِس جگہ کو بھرنے میں ہماری مدد کرو۔"

بڑے پریڈ گراؤنڈ کے ایک سِرے پر ریت کا گڑھا تھا۔ دونوں دوستوں سے جتنی جلدی ممکن ہو سکتا تھا، بیلچے بھر بھر کر آگ پر ڈالنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وجے چاچا اُن کے پاس آ پہنچے۔ "ہم نے اسے بُجھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ شملہ فائر بریگیڈ یہاں پہنچ چکا ہے۔ جسونت! تم بھی فارم پر چلو نا۔ ہمارے ساتھ چائے پینا۔"

وہ بہت تھک چکے تھے لیکن ساتھ ہی اِس بات کا اطمینان تھا کہ اُنھوں نے ایک اچھا کام کیا ہے۔ جلد ہی وہ فارم پر پہنچ گئے اور بیٹھ کر بڑے مگوں سے گرم چائے کی چُسکیاں لینے لگے۔ کپل نے جسونت سے کہا "مجھے اُمید ہے کہ تم ہمیں کچھ راتیں اوپر گزارنے کے لیے شیفرڈ ہٹ (چرواہے کی جھونپڑی) پر لے چلو گے۔"

"مجھے بہت خوشی ہوگی۔" جسونت کہنے لگا "ہم تینوں ہفتے کے آخر تک وہاں چل سکتے ہیں کیوں کہ کل ایک اسکاؤٹ جماعت کے ساتھ میں چاند پور کے مویشی میلے میں مدد کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اُن کے پاس والنٹیروں کی کمی ہے۔ کپل! کیا تم بھی میرے ساتھ چل سکتے ہو؟"

بس پھر یہ طے ہو گیا کہ اگلی صبح دونوں اسکاؤٹ، جسونت اور کپل والنٹیروں کی جماعت کے ساتھ جائیں گے۔

چاند پور کا میلہ

چاند پور گاؤں تارا سے تقریباً پچاس میل نیچے بڑی کالکا روڈ کے ایک موڑ پر واقع تھا۔ یہاں ہر سال تین روز تک میلہ ہوتا تھا۔ چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر چنڈی دیوی کا ایک چھوٹا سا مندر تھا جس کے سامنے پانی کا تالاب تھا۔ آس پاس کی پہاڑیوں کے دیہاتوں سے کسان میلے میں مویشیوں کی خرید و فروخت اور دیوی کی پوجا کرنے آتے تھے۔

دوسری صبح جسونت اور کپل شملہ اسکاؤٹ جماعت میں شامل ہو گئے اور بس میں سوار ہو کر چاند پور پہنچ گئے۔

چاند پور میں مندر کے نیچے کا میدان انسانوں اور مویشیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسکاؤٹوں کو جلدی جلدی ان کے کام بتا دیے گئے تھے۔ جسونت کی ٹولی کو اُس علاقے میں گھیرا بنانا تھا جہاں تمام مویشی رکھے گئے تھے۔ کپل کی ڈیوٹی میڈیکل چوکی پر لگائی گئی تھی جہاں ایک ڈاکٹر بچّوں کے ٹیکے لگا رہا تھا اور مریضوں کو دیکھ رہا تھا۔ کپل نے محسوس کیا کہ بچّے بہت بہادر ہیں لیکن اُن کی مائیں بہت خوفزدہ تھیں۔ اُنھیں بار بار یقین دلایا جا رہا تھا کہ ڈاکٹر ان کے بچّوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

میلے میں بہت سے بوڑھے آدمی بھی آئے تھے۔ وہ یاتری تھے اور صرف چنڈی دیوی کی پوجا کے لیے وہاں پہنچے تھے۔ کپل جس وقت اسکاؤٹ کیمپ کی طرف واپس آ رہا تھا تو اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مندر کی طرف جانے والی ڈھلواں سیڑھیوں پر چڑھنے کے لیے جد و جہد کر رہی تھی۔ وہ سارا دن میڈیکل چوکی پر ڈیوٹی دے کر تھک چکا تھا اور اُسے ایک مگ چائے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، لیکن اُس نے محسوس کیا کہ بوڑھی عورت کو مدد کی ضرورت ہے۔

"ماتا جی! میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔" اُس نے کہا۔

"جیتے رہو، بیٹے!" بوڑھی عورت نے کہا اور اس نے احسان مندی کے ساتھ اپنا ہاتھ کپل کے کندھے پر رکھ دیا۔

بہت سے لوگ مندر کے سامنے تالاب میں نہا رہے تھے۔ کپل نے دیکھا کہ تالاب پر اسکاؤٹ ہری کی ڈیوٹی تھی۔ وہ پانی سے باہر نکلنے میں ایک بوڑھے آدمی کو سہارا دے رہا تھا کہ اچانک شور اور ایک تیز چیخ نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ چھپاک! ایک چھوٹا سا لڑکا پانی میں گر پڑا تھا۔

ہری نے اُسی لمحے اپنی چپلیں اُتاریں اور پانی میں غوطہ لگایا۔ لڑکا ایک بار اوپر آیا اور پھر پانی میں چلا گیا۔ ہری پانی کے اندر تیرتا ہوا بچّے کے نیچے پہنچ گیا۔ وہ پانی سے باہر نکلا تو بچّہ اُس کی کمر پر تھا اور وہ اُسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ کپل تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ جیسے ہی ہری لڑکے کو سیڑھیوں تک لایا، کپل گھٹنوں کے بل نیچے جھکا اور اس نے لڑکے کو اُٹھا لیا۔ اُس نے اُسے پیٹ کے بل زمین پر لٹایا۔ اُس کے جسم کے دونوں طرف اپنے گھٹنے ٹکا کر وہ اُس کی پیٹھ پر دھیرے دھیرے مالش کرنے لگا۔ کسی کی زندگی بچانے کے سلسلے میں اُسے یہی سکھایا گیا تھا۔

ہری کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اُس نے کپل سے پوچھا "اب اُس کا کیا حال ہے؟"

"وہ ٹھیک ہوجائے گا۔ اس کے پیٹ میں زیادہ پانی نہیں پہنچا۔" کپل نے جواب دیا۔

چھوٹے لڑکے کو ایک ہچکی آئی۔ اُس کے منہ سے کچھ پانی نکلا اور اس نے رونا شروع کر دیا۔

"ہری! بہتر ہے کہ تم اپنے گیلے کپڑے بدل لو۔" کپل نے کہا۔

"میں نیچے جاتے ہوئے راستے میں ڈاکٹر کو مطلع کر دوں گا۔" ہری نے لوگوں کو دھکیلتے ہوئے کہا جو پریشانی اور تجسّس سے اُن کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ "بچے کو سانس لینے کے لیے جگہ چھوڑ دو۔ اُس کے اتنے قریب بھیڑ نہ لگاؤ۔"

لڑکے کی حالت اب تیزی سے بہتر ہو رہی تھی۔ "یہ بچہ کس کا ہے؟" کپل نے مجمع پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"بھائی صاحب! یہ میرا بھائی ہے۔" ایک جوان گڈریے نے کہا۔

"تمھیں اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا چاہیئے۔" کپل نے افسوس کے ساتھ کہا۔

ڈاکٹر لڑکے کے لیے ایک کمبل اور کچھ گرم دودھ لے کر پہنچ چکا تھا۔ "تم دونوں اسکاؤٹوں نے بہت ہی اچھا کام کیا ہے۔ اب وہ ٹھیک ہو جائے گا۔"

جسونت اسکاؤٹ خیمے میں کپل کا انتظار کر رہا تھا۔ "جسونت! تم کیا کرتے رہے؟" کپل نے پوچھا۔

"میں اور کمار ایک کھوئے گئے بچھڑے کو تلاش کر رہے تھے۔ کم بخت چھوٹے سے بیل نے ہمیں کتنا دوڑایا۔" جسونت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب کرنال میں کھیلوں کے ریاستی مقابلے ہو رہے تھے تو وہاں ہماری ڈیوٹی کتنی مختلف تھی۔" کپل نے سوچتے ہوئے کہا "ہم سڑک پار کرنے میں بوڑھے لوگوں کی مدد کرتے تھے، لوگوں کو اُن کی صحیح بسوں تک پہنچاتے تھے، گیٹ پر ٹکٹ چیک کرتے تھے اور لوگوں کو اُن کی سیٹوں پر بٹھاتے تھے!"

جسونت بولا "ہاں! شہر اور دیہات کے مسئلے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ مجھے یہ لوگ

پسند ہیں۔ یہ بہت دوست نواز ہوتے ہیں، حالانکہ بہت سخت زندگی گزارتے ہیں لیکن ہمیشہ خوش نظر آتے ہیں۔ سنو! وہ گیت گا رہے ہیں۔"

میدان سے ایک پہاڑی لوک گیت سُنائی دے رہا تھا۔ جگہ جگہ آگ دہک رہی تھی، کیونکہ عورتیں اپنا اپنا کھانا پکا رہی تھیں۔

"کاش نوین بھی یہاں ہوتا!" کپل بولا۔

"ہم اُسے چرواہے کی جھونپڑی پر لے جائیں گے۔ اگلے سال وہ پکّا اسکاؤٹ بن جائے گا۔" جسونت نے جواب دیا۔ اب وہ سونے کی تیاری کر رہے تھے۔

کپل کی غیر حاضری میں نوین ہفتے کے آخر میں کیمپ کی مہم پر جانے کی تیاریوں میں بے حد مصروف تھا۔

وہ ہر صبح ناشتے کے بعد اپنی کمر پر اُس سامان کا گٹھر لاد کر چلنے کی مشق کرتا جس کی اُنھیں ضرورت ہوگی ۔ اُس میں ایک تھیلا تھا جس میں کپڑوں کا مزید جوڑا ، سونے کے لیے گول تھیلا جو بہت ہلکا لیکن بہت گرم تھا اور کھانے پینے کا کچھ سامان رکھا تھا۔ اسکاؤٹ کی تربیت میں اپنا کھانا خود پکانا بھی شامل ہے ۔

چائے کے وقت تک کپل اور جسونت واپس آگئے۔ شام مویشیوں کے میلے کی دلچسپ باتیں سُنانے اور ہفتے کے آخر کا پروگرام بنانے میں بیت گئی ۔
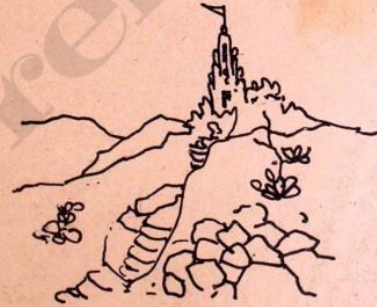
پکنک

" کھٹ ، کھٹ ! کھٹ ، کھٹ !"

سنیچر کی صبح کی پو پھٹ رہی تھی ۔ چت کبرے ہُدہُد کی آواز سے کپل اور نوین جاگ اُٹھے ۔ وہ بستر سے اُٹھے اور تیاری کرنے لگے ۔

" لڑکو! نیچے آجاؤ۔ جسونت آگیا ہے ۔" وجے چاچا نے پکارا۔

جسونت باورچی خانے میں چھوٹے بھالو سے کھیل رہا تھا۔ اس کا تھیلا اور سفر کا سامان اچھی طرح بندھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ پانی کی ایک بڑی بوتل بھی تھی۔ نوین نے دیکھا کہ رسّے کا ایک گولا اور چھوٹے دستے کی ایک کلہاڑی بھی اس کے ساتھ تھی۔

وجے چاچا نے کہا" لڑکو! تمھیں ایک لالٹین بھی ساتھ لے لینی چاہیئے اور دیکھ لینا کہ اس میں تیل بھی ہو۔"

نوین دل میں خوش تھا کیوں کہ اُس نے اپنی کمر پر کیمپ کا سامان اُٹھا کر چلنے کی مشق کر لی تھی۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ جسونت اور کپل کے ساتھ ساتھ خوب چل سکتا ہے۔

" نوین! تمھیں معلوم ہے کہ آگ کیسے جلائی اور بُجھائی جاتی ہے؟" جسونت نے پوچھا۔

" میں نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا۔" نوین بولا۔

" تو آج رات میں تمھیں پہلے سبق کے طور پر یہی سکھاؤں گا۔ اسکاؤٹ امتحان پاس کرنے کے لیے تمھیں صرف ماچس کی دو تیلیوں سے آگ جلانا ہوتی ہے، لیکن پہلے ہم لکڑی کاٹیں گے۔ یہ چھوٹی کُلہاڑی میں اسی کام کے لیے لایا ہوں۔" جسونت نے بتایا۔

" آگ بُجھانے کے سلسلے میں، ہمیں بہت احتیاط کرنا چاہیئے۔" کپل بولا" جنگل کی وہ خطرناک آگ شاید ماچس کی تیلی لاپرواہی سے پھینکنے یا پکنک کی آگ کی وجہ سے پھیلی تھی جس پر پوری طرح سے قابو نہیں پایا جا سکا تھا۔"

" یقیناً ہم بہت احتیاط کریں گے۔" نوین نے کہا۔

چرواہے کی جھونپڑی

سورج بادلوں میں لُکنے چُھپنے کا کھیل کھیل رہا تھا۔ شام جوں جوں گہری ہو رہی تھی آسمان کا رنگ نارنجی اور سُنہری ہوتا جا رہا تھا۔

تینوں لڑکے چرواہے کی جھونپڑی کے لیے پتھریلے سیڑھی نما ڈھلواں راستے سے روانہ ہوئے جو گھنے جنگل سے گزرتا تھا۔ خوش قسمتی سے راستہ طویل نہیں تھا۔ نوین نے دیکھا کہ وہ بہت جلدی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے تھے۔ اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ چپٹا اور کُھلا پلیٹو (بلند ہموار زمین) تھا۔ ایک طرف کچھ پیڑ تھے اور دور دور کچھ جھاڑیوں کے جھنڈ۔ چرواہے کی جھونپڑی پلیٹو کے بالکل بیچ میں تھی۔ یہ چھوٹی، سادہ سی، ایک کمرے کی جھونپڑی تھی جو لکڑی کے لٹھوں کی بنی ہوئی تھی۔ فرش پر بھوسا ملی مٹّی کا پلاسٹر تھا۔

" یہاں کچھ بھیڑیں تھیں،" اسی لیے یہ جگہ گندی ہے۔" کپل بولا۔

" جھاڑو بناؤ اور اسے صاف کر دو۔ میں آگ کے لیے لکڑیاں لینے جا رہا ہوں۔ ہمیں جلدی کرنا چاہیئے۔ سورج تیزی سے ڈوب رہا ہے۔" یہ کہتے ہوئے جسونت نے اپنا رسّا اور کُلہاڑی اُٹھائی اور چل دیا۔

کپل اور نوین نے کچھ ٹہنیاں توڑیں اور جھاڑو بنانے کے لیے اُنھیں ایک جگہ باندھ دیا۔ اس سے انھوں نے جھونپڑی کی صفائی کی۔ نوین نے سونے کے لیے تھیلے باہر نکالے اور کپل نے تین چپٹے پتّھر تلاش کیے۔ اُس نے پتّھروں کو ایک جگہ رکھ کر آگ جلانے کی جگہ بنائی۔

جسونت لکڑیاں اور کچھ سوکھے پتّے اور چھلکے لے آیا تھا۔ اُس نے جھونپڑی کے سامنے کی گھاس کاٹ کر جگہ صاف کی۔

" نوین! میں 'بون فائر' (وہ آگ جو کسی خوشی کے موقعے پر جلائی جائے) جلانے جا رہا ہوں۔ آؤ اور دیکھو۔" اُس نے کہا۔

نوین نے دیکھا کہ جسونت نے پہلے سوکھے پتّوں کا ڈھیر لگایا، پھر اُس کے چاروں طرف اُس نے اوپر تلے پتلی پتلی ٹہنیاں رکھیں پھر سب سے اوپر لکڑی کے لٹھے رکھے۔ دور سے یہ سب کچھ کسی جھونپڑی کی طرح ہی لگ رہا تھا۔

”سوکھے پتوں اور ٹہنیوں سے آگ آسانی سے جل اُٹھتی ہے اور تیزی سے بھڑکتی ہے۔ البتہ لٹھوں کو جلنے میں کچھ وقت لگتا ہے لیکن وہ زیادہ دیر تک جلتے ہیں۔“ جسونت نے کہا ”آج رات ہمیں کیا پکانا چاہیئے؟“

”ہمارے پاس پراٹھے موجود ہیں۔“ کپل بولا ”کیا خیال ہے اگر آگ کی راکھ میں کچھ بڑے بڑے آلو بھون لیں؟ وہ مزیدار ہوتے ہیں۔“

”بہت عمدہ خیال ہے۔“ نوین بولا۔ وہ کھانے پکانے کے لیے ایک برتن لایا تھا۔ کپل نے پتھروں کے نیچے ایک چھوٹی سی جگہ بنائی اور ’بون فائر‘ سے کچھ دہکتی ہوئی لکڑیاں اُٹھا کر اس جگہ پر رکھ دیں، پھر نوین نے کھانا پکانا شروع کر دیا۔

اس دوران جسونت کی ’بون فائر‘ چٹخنے لگی تھی۔ اُس نے تین بڑے آلو راکھ میں رکھ دیے۔

”آلو پکے کہ نہیں؟“ کپل نے پوچھا ”ان کی خوشبو تو اچھی ہے۔“

اُن کے پاس ٹین کی ایک ایک پلیٹ تھی۔ انھوں نے خود اپنا اپنا کھانا نکالا۔ گرم، بُھنے ہوئے آلو بہت مزیدار تھے۔ اُنھوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد انھوں نے راکھ سے برتن صاف کیے۔

جب جسونت نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ماؤتھ آرگن نکال کر بجانا شروع کیا تو

نوین کو حیرت ہوئی۔ پہلے اُس نے ایک پہاڑی دُھن بجائی اور پھر کچھ اسکاؤٹ گیت۔ اس کے بعد کچھ نئی دُھنوں کے مشہور گیت بجائے۔ کپل اور نوین کو جہاں جہاں بول یاد آئے، انھوں نے بھی اس کے ساتھ گیت گائے۔

”نوین کو نیند آرہی ہے!“ کپل نے کہا۔

”ہم سب کو سو جانا چاہیے۔“ جسونت بولا ”میں ’بون فائر‘ بجھا دوں۔“

نوین جھونپڑی کی طرف گیا، لیکن وہ دروازے پر ہی رُک گیا۔ اُس کے مُنہ سے چیخ نکلی ”او!“ اور پیچھے کی طرف گرا۔ ایک پتلی، لمبی سی چیز اُس پر اُچھلی اور تیزی سے بھاگتی ہوئی کپل کے پاس سے

نکل گئی۔ وہ چیخا "ہوشیار رہنا!"

"وہ کیا تھا؟"

"چیتا!" نوین نے چیخ کر کہا۔

"لومڑی!" کپل بولا۔

"میرا خیال ہے وہ صرف گیدڑ تھا۔" جسونت نے کہا۔ تینوں زور سے ہنس پڑے۔ جنگل ایک گیدڑ کی ہاؤ ہاؤ سے گونج اُٹھا۔

"شب بخیر، دوست!" کپل بولا "تم نے سچ مچ ہمیں ڈرا دیا۔"

"جس وقت ہم گا رہے تھے، وہ جھونپڑی میں شاید کچھ بچا کھچا کھانا تلاش کرنے گیا تھا۔" جسونت نے کہا۔ وہ تینوں اپنے اپنے سونے کے تھیلوں میں گھس چکے تھے۔ اُس نے پھر کہا "اب سو جاؤ!" لیکن اُسے کوئی جواب نہیں ملا۔ کپل اور نوین سو چکے تھے۔

آدھی رات کی مُہم

آدھی رات کے قریب نوین چونک کر جاگ پڑا۔ وہ کس چیز سے جاگا؟ جھونپڑی میں گھرا اندھیرا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ جسونت اور کپل گہری نیند سو رہے تھے۔

نوین اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ کوئی آہٹ سُنائی نہیں دے رہی تھی۔ کوئی جنبش بھی نہیں تھی۔ "شاید میں نے کوئی بُرا خواب دیکھا تھا۔" اس نے سوچا۔

وہ دوبارہ لیٹنے ہی والا تھا کہ اُسے بہت مدھم لیکن بالکل صاف چیخ سُنائی دی "آ۔۔آ۔۔ وو!" یہ باریک مگر اونچی آواز تھی۔ یہ آدمی کی آواز تھی یا کسی جانور کی چیخ؟ وہ اندازہ نہیں لگا سکا۔

"جسونت! کپل! اُٹھو۔ کوئی پُکار رہا ہے۔" نوین نے تیزی سے کہا۔

"کیا ہے؟" جسونت ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا۔ "نوین! تم سردی میں کیوں کھڑے ہو؟ سوئیٹر پہن لو۔"

"سنو، جسونت!"

"آ۔۔آ۔۔ وو!" چیخ بہت تیز تھی اور اس میں بڑی مایوسی تھی۔

"ٹھہرو! مجھے لالٹین جلانے دو۔" جسونت نے لالٹین جلائی۔

"کیا ہے؟" کپل نے نیند میں ہی پوچھا۔

"کوئی مدد کے لیے پُکار رہا ہے۔" جسونت نے کہا "لڑکو! کوئی گرم کپڑا پہن لو۔ ٹارچ، رسّا، کلہاڑی۔" جسونت یہ کہتے ہوئے چیزیں اُٹھا رہا تھا۔ کپل بھی ایک دم اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میرے پاس بھی ٹارچ ہے۔ نوین! فرسٹ ایڈ بکس میرے تھیلے میں ہے۔"

"آ۔۔آ۔۔ وو! آ۔۔آ۔۔ وو!" پھر آواز سُنائی دی۔

چند ہی منٹ میں وہ روانہ ہو گئے۔ نوین لالٹین اُٹھائے ہوئے تھا۔

"ٹھہرو! ہمیں سمت کا اندازہ کر لینا چاہیئے۔" جسونت بولا۔

"آ۔۔آ۔۔ وو!" چیخ اُبھری۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ پلیٹو کے آخری سرے سے آ رہی ہے۔

وہ اسی سمت میں چل پڑے۔ چاند اب تیزی سے چمک رہا تھا اور انھیں ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ پہاڑی کے سرے پر پہنچ گئے۔ چپٹے میدان میں یہاں سے نیچے کی طرف سپاٹ ڈھلان تھی۔ کنارے پر کچھ جھاڑیاں اُگی تھیں۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

"اے! کون ہے وہاں؟ تم کہاں ہو؟" جسونت نے زور سے پوچھا۔

"آ۔آ۔۔ وو! یہاں نیچے!" ایک آواز زور سے آئی۔ جسونت پیٹ کے بل لیٹ گیا اور رینگ کر پہاڑی کے بالکل آخری سرے تک پہنچ گیا۔ اُس نے اپنی ٹارچ کی روشنی نیچے پھینکی۔ کپل بھی اُس کے قریب ہی اوندھا لیٹا ہوا تھا اور اُس نے بھی ٹارچ جلا رکھی تھی۔

"دیکھو، جسونت! وہاں چٹان کے نکلے ہوئے حصے پر۔ وہ ایک لڑکا!" کپل کہہ رہا تھا۔

وہاں سے تقریباً پندرہ فٹ نیچے پہاڑی کی ایک چٹان کا ایک حصہ آگے کو نکلا ہوا تھا۔ ایک چھوٹا سا چرواہا لڑکا اُسی چٹان سے چپکا بیٹھا تھا۔ وہ اپنے بازوؤں میں کچھ تھامے ہوئے تھا۔

"ٹھہرو! گھبرانا مت۔" جسونت نے کہا "ہم جلدی ہی تمھیں اوپر نکال لیں گے۔"

"تمھارے پاس کیا ہے؟" کپل نے پوچھا۔

"یہ بھیڑ ہے۔ مہربانی کر کے میری مدد کرو۔" لڑکے کی آواز روتی ہوئی تھی۔

جسونت نے رسّا کھولا۔ اُس نے پوچھا "لڑکے! کیا چٹان پر کسی دوسرے آدمی کے لیے کافی جگہ ہے؟"

"بہت تھوڑی سی۔" لڑکے نے جواب دیا۔

"جسونت! مجھے نیچے جانے دو۔" کپل نے پیش کش کی "تمھارے لیے رسّے کو پکڑنا زیادہ آسان رہے گا۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں رسّے کو تمھاری کمر کے گرد باندھ دوں گا۔ نوین! تم لالٹین کے سرے کو بالکل قریب رکھو۔ کپل! یاد رکھنا، رسّے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے رکھنا اور اپنے پاؤں احتیاط سے پہاڑی پر رکھنا۔ میں رسّے کو بہت آہستہ آہستہ نیچے چھوڑ دوں گا۔"

"بہتر ہے کہ تم اپنے جوتے اُتار لو۔" نوین نے تجویز پیش کی۔

آزادی

ہَوا تیز چل رہی تھی اور چاند بادلوں میں چھُپا ہوا تھا۔ کپل نے پہاڑی کا کنگورا پکڑا اور نیچے کی طرف پھسل پڑا۔ وہاں صرف گھاس پھوس اور پتّھر تھے جن پر وہ اپنے پیر ٹِکا سکتا تھا۔ اُس نے رسّا مضبوطی سے پکڑ لیا اور جسونت پر پورا اعتماد کر کے کہا "اچھا۔ اب میں جا سکتا ہوں۔" جسونت نے بہت دھیرے دھیرے رسّے کو نیچے سرکایا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اُسے پکڑے ہوئے تھا۔

"کپل! بس؟" جسونت نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تین فٹ اور۔" کپل نے جواب دیا "ٹھیک ہے۔ اب میں نیچے پہنچ گیا ہوں۔" کپل نے دیکھا کہ لڑکے کی عمر تقریباً دس سال ہوگی۔ "کیا تم مسٹر ویاس کے نوکر جے دیو کے لڑکے نہیں ہو؟" اُس نے پوچھا۔

"جی ہاں! میں دھنّو ہوں۔ اگر بھیڑ کھو گئی تو میرا باپ مجھے پیٹے گا۔ یہاں میں کئی گھنٹوں سے ہوں۔" لڑکا تقریباً رو رہا تھا۔

"دھنّو! رو ؤ مت۔ اب تم محفوظ ہو اور تمھاری بھیڑ بھی۔" کپل نے نرمی سے کہا، لیکن ایک منٹ بعد وہ اوپر مُنہ کر کے چیخا "جسونت! تم اسے اوپر نہیں کھینچ سکتے۔ اس کے بازو میں چوٹ لگی ہے۔"

"کیا؟ کہاں چوٹ لگی ہے؟"

"اس کے کندھے میں۔"

"اسے چھونا نہیں۔ ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔" جسونت نے کہا۔ وہ کچھ لمحے رُک کر بولا "کپل! ذرا دھیان سے سنو۔ کیا بھیڑ کافی بڑی ہے؟"

"نہیں! چھوٹی ہی ہے۔"

"تمھارے پاس ڈوری تو ہے؟"

"ہاں!"

"اور تمھارا جیبی چاقو؟"

"وہ بھی ہے۔"

"کیا تم بھیڑ کے بچّے کی پچھلی ٹانگیں ایک ساتھ اور اسی طرح اگلی ٹانگیں ایک جگہ باندھ سکتے ہو؟"

"میں کوشش کرتا ہوں۔" کپل بولا۔ اُس نے اپنا جیبی چاقو نکالا اور پھر کچھ ڈوری کاٹی۔ میمنہ بھی بہت خوفزدہ تھا۔ دھنّو کی مدد سے کپل نے اسے باندھ دیا۔

"باندھ دیا۔" کپل نے زور سے کہا۔

"اب میمنے کو اُٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھ لو، جیسے انھیں چرواہے اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔" جسونت نے حکم دیا۔

میمنہ کچھ بھاری تھا اور کپل نے دیکھا کہ نیچے جھکے بغیر اسے اپنے کندھوں پر اُٹھانا بہت مشکل تھا۔

"اب دھیان سے سنو۔ کیا تمھارے پاس اور ڈوری یا تمھارا اسکارف ہے؟ تمھیں اپنے سینے کے آگے اس کی اگلی اور پچھلی ٹانگوں کو بہت کس کر باندھنا ہے۔"

"دھنّو کے پاس چھوٹی سی پگڑی ہے۔" کپل نے کہا۔

"اُس سے کہو کہ وہ تمھیں دے دے۔"

کپل نے دھنّو کی پگڑی لے لی۔ پہلے اُس نے میمنے کی پچھلی ٹانگوں کی بندش کی اور پھر اگلی ٹانگوں کو ملا کر مضبوطی سے باندھا۔ اب بھیڑ کا بچّہ اُس کی گردن کے گرد مفلر کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

"میں تیار ہوں۔" اُس نے چیخ کر کہا۔

"اب رسّے کو پکڑ لو اور میں تمھیں اوپر کھینچوں گا۔ اوپر دھیرے دھیرے آنا اور نیچے مت دیکھنا۔" جسونت نے ہدایت کی۔ اوپر کھینچنے کا کام نیچے اُتارنے سے زیادہ مشکل تھا۔ رسّا کھینچنے کے دباؤ سے جسونت کے ہاتھ چھِل گئے تھے۔

آخر کار نوین نے اطمینان کا سانس لیا کیوں کہ اوپر چٹان کے بالکل سرے پر کپل کا سر اُبھر آیا تھا۔ اُس نے پھُرتی سے اُسے اوپر کھینچنے میں مدد دی۔ جسونت نے بھیڑ کے بچّے کو کپل کے کندھے سے اُٹھایا۔ اُس کا گلا پھندے سے تقریباً گھُٹ رہا تھا۔

کپل بولا "شکر ہے! اگر تھوڑی دیر اور لگ جاتی تو شاید اِس میمنے نے میرا گلا گھونٹ ہی ڈالا ہوتا!" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن سہلانے لگا۔ "لیکن جسونت! ہم دھنّو کو اوپر کیسے نکالیں گے؟"

جسونت بولا "دیکھو! میں نے رسّے کا دوسرا سرا اُس پیڑ کے ٹھنٹھ سے باندھ دیا ہے۔ یہ کافی مضبوط ہے اور اس کی گرہ کھُلے گی نہیں۔ دھنّو!" وہ چیخا "میں رسّا نیچے پھینک رہا ہوں۔ جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو اس کا سرا مضبوطی سے پکڑ لینا۔"

"اچھّا!" لڑکے نے جواب دیا۔ جسونت نے رسّا نیچے کیا۔ "میں نے اسے پکڑ لیا ہے۔" دھنّو نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب رسّے کو چھوڑ دو۔ میں تمھیں لینے آرہا ہوں۔ کپل! مجھے دھنّو کی پگڑی دے دو۔"

جسونت نے اپنے جوتے اُتارے، چٹان کے کنارے سے نیچے کی طرف ہو کر رسّے کے سہارے دھیرے دھیرے نیچے اُترنے لگا۔ وہ اپنے پاؤں پہاڑی پر ٹکائے ہوئے تھا۔

کپل اور نوین بھیڑ کے بچّے اور ٹارچیں سنبھالے ہوئے دم سادھے کھڑے تھے۔

اچانک جسونت کے پاؤں رسّے سے ہٹ گئے اور وہ رسّے سے لٹک گیا۔ رسّا تن گیا۔

"نوین! میمنے کو پکڑو۔" کپل نے سانس پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے رسّے کو پکڑ لیا تاکہ پیڑ کے تنے پر دباؤ کم پڑے۔ جسونت جھولتا ہوا پہاڑی کی طرف آیا اور پھر اپنے

پاؤں اُس پر ٹکا دیے۔ اب وہ دوبارہ نیچے اُترنے لگا۔

جسونت جلدی ہی دھنو کے پاس چٹان پر پہنچ گیا۔

"دھنّو! تم بہت بہادر لڑکے ہو۔" اُس نے چرواہے لڑکے سے کہا "اب میں چاہتا ہوں کہ تم اور بہادری دکھاؤ۔ تم میری کمر پر آجاؤ۔ اپنا ایک ہاتھ میری کمر کے گرد رکھو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ اب اپنی ٹانگیں بھی میرے گرد لپیٹ لو مضبوطی سے۔ ہاں! ٹھیک ہے۔ میں تمھیں اپنے جسم سے باندھوں گا۔" جسونت نے پگڑی دھنو کے گرد لپیٹی اور اسے اپنے جسم سے باندھ لیا۔

"دھنّو! تمھیں اس طرح تکلیف ضرور ہوگی لیکن تم اپنی گرفت نہیں چھوڑنا۔" اس نے وارننگ دی۔

"میں مضبوطی سے پکڑوں گا۔" تھکے ہوئے لڑکے نے وعدہ کیا۔

جسونت نے اوپر چڑھنا شروع کیا۔ وہ احتیاط سے ایک پانو پہاڑی پر رکھتا اور پھر اپنے آپ کو اوپر اُٹھاتا۔ پہلے ایک ہاتھ سے رسّا پکڑتا پھر دوسرے ہاتھ سے۔ لڑکے کو اپنی کمر پر لاد کر اوپر چڑھنا آسان نہیں تھا، حالانکہ دھنّو چھوٹا ہی تھا لیکن ایک کم عمر اسکاؤٹ کے لیے یہ پھر

بھی زیادہ ہی وزن تھا۔ اسے احساس تھا کہ دھنو کو بہت تکلیف ہے لیکن لڑکے نے اپنے مُنہ سے ذرا بھی آواز نہیں نکالی تھی۔

جسونت دھیرے دھیرے اوپر چڑھ رہا تھا۔ آخر کار چٹان کے اوپری سرے تک پہنچ گیا۔

"لڑکو، آؤ، مجھے کھینچو!" اُس نے پکارا۔ اُنھوں نے پورا زور لگایا۔ جسونت پیٹ کے بَل گھسٹتا ہوا اوپر آ گیا۔ نوین اور کپل ایک دوسرے پر گر پڑے۔ بھیڑ کا بچّہ ممیانے لگا۔

وہ پھر چرواہے کی جھونپڑی کی طرف روانہ ہوئے۔ چڑیوں نے چہچہانا شروع کر دیا تھا۔ جسونت نے دھنو کو جھونپڑی میں بٹھاتے ہوئے نوین سے کہا "یہ لڑکا بھوکا ہوگا۔"

نوین نے گرم دودھ کا ایک مگ بھرا اور بھوکے اور تھکے ہوئے لڑکے کو تھما دیا۔

جسونت نے اپنے تھیلے سے سوئیٹر نکالا۔ دھنو صرف ایک سوتی قمیص پہنے تھا۔ اُس کا پاجامہ پھٹا ہوا تھا۔ پہلے جسونت نے دھنو کا بازو ڈھیلی آستین میں ڈالا اور پھر اُسے سوئیٹر پہنا دیا جو دھنو کے اتنا ڈھیلا تھا کہ اُس کے گھٹنوں تک نیچے لٹک آیا تھا۔ بھیڑ کا بچّہ پھر ممیانے لگا۔ کپل نے اُس کی ٹانگیں کھول دیں اور نوین نے اُسے بچا ہوا دودھ دے دیا۔

دھنو دودھ پی گیا اور ان کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ پھر وہ کپل کے سونے کے تھیلے پر گر گیا اور گہری نیند سو گیا۔

اب تمام چڑیاں جاگ گئی تھیں اور ان کی تیز آوازیں اور چہچہاہٹ کورس کی طرح فضا میں گونج رہی تھیں۔ ایک خوشگوار دن شروع ہو رہا تھا۔

گھر کو واپسی

کچھ گھنٹے بعد اُنھوں نے دھنو کو جگایا اور وہاں سے چل پڑے۔ راستے میں دھنو نے اُنھیں اپنی کہانی سُنائی :

"میں ناتھو رام چرواہے کے ساتھ بھیڑیں چَرانے آیا تھا۔ جب ہم فارم پر واپس پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑ نہیں تھی۔ ایک بار پہلے جب ایک بھیڑ گُم ہو گئی تھی تو مسٹر ویاس بہت ناراض ہوئے تھے اور مجھے ڈانٹا تھا۔ اِس بار میں نے ناتھو کو نہیں بتایا اور بھیڑ کو ڈھونڈنے کے لیے واپس بھاگا۔ میں نے اس کی آواز سُنی اور اس چٹان تک نیچے پہنچ گیا لیکن واپس نہ آ سکا۔"

"لیکن تم نیچے ڈھلواں پہاڑی تک پہنچے کیسے؟" کپل نے پوچھا۔

"مجھے یاد نہیں! مجھے تو بس یہی خوف تھا کہ میرا باپ مجھے مارے گا، اسی لیے میں نے بھیڑ کے بچّے کو نہیں چھوڑا اور نہ جانے کس طرح نیچے تو پہنچ گیا مگر اوپر نہ چڑھ سکا۔ اندھیرا ہوا تو مجھے اور ڈر لگنے لگا۔"

کافی فاصلے پر اُنھیں جے دیو اور ناتھو لاٹھیاں اُٹھائے پہاڑی پر جاتے ہوئے دکھائی

دیے۔ جب اُن دونوں کی نظر ان لوگوں پر پڑی تو وہ چیخ اُٹھے "شکر ہے کہ تم نے لڑکے کو تلاش کرلیا۔ ہم تو بہت پریشان تھے۔"

دھنو بولا "بابا! انھوں نے میری جان بچائی ہے اور بھیڑ کا بچّہ بھی!"

"ارے شریر لڑکے ۔ ۔ ۔" جے دیو نے کہنا شروع کیا لیکن جسونت نے اُسے

ٹوک دیا "تمھیں اسے ڈانٹنا نہیں چاہیے۔ تمھارا بیٹا بہت بہادر ہے۔ اس کے بازو میں چوٹ لگ گئی ہے۔ ہمیں اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلنا چاہیے۔"

فارم پر مسٹر ویاس انتظار میں بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ انھوں نے دھنو کو شملہ کے اسپتال میں پہنچانے کا فوراً انتظام کیا۔

مسٹر ویاس کہنے لگے "تم اسکاؤٹ بھی کتنے اچھے اور لاجواب ہو۔ تمھاری اسکاؤٹ ٹریننگ نے ایک لڑکے کی جان بچالی۔ کپل! میں سمجھتا ہوں تمھارے چچا تم سب پر بہت فخر کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ سب تارا فارم کی طرف واپس چل پڑے۔

شاباش

شام کو گھر کے سب لوگ لان میں جمع تھے۔ جڑواں بھائی، بہن نوین کو دوہری گرہ اور معمولی گرہ کا فرق سمجھا رہے تھے۔ جسونت اور کپل بچّے کو نکالنے اور اپنے سفر کے بارے میں ریکھا کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔

"کاش میں نوین کے اوپر گیدڑ کے جھپٹنے کا اصل منظر دیکھ سکتی۔" ریکھا ہنستے ہوئے بولی۔

"واقعی اس کا مُنہ دیکھنے کے قابل تھا!" کپل نے کہا۔

وجے چاچا کہنے لگے "نوین! میرا خیال ہے کہ اس بار کی چھٹّیوں نے اسکاؤٹنگ سے تمھارا بہت اچھی طرح تعارف کرا دیا ہے۔ تم نے خود ہی دیکھ لیا کہ اسکاؤٹ تربیت میں جو بہت سی باتیں سکھائی جاتی ہیں وہ حقیقی زندگی میں کتنی کارآمد ہیں۔"

نوین نے کہا "میں مانتا ہوں۔ اس کے ذریعے میں پرندوں اور درختوں کے بارے میں جان گیا ہوں...."

"....اور جانوروں اور جنگلی پھولوں کے بارے میں بھی۔" رانی نے اپنی بات کہی۔

نوین بولا "بالکل صحیح کہتی ہو رانی! حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے گرد کی دُنیا کو نئی نظر سے دیکھنا سیکھ لیا ہے۔"

"اور تمھارے اوپر جو آسمان ہے، اُسے بھی۔" کپل نے اضافہ کیا۔

"میں نے دیکھ لیا کہ جسونت کئی قسم کی گرہیں باندھنا جانتا ہے۔ وہ گرہ بھی جو پیڑ کے گرد بندھ سکتی ہے اور اس سے مختلف وہ بھی جو کپل کی کمر میں بندھ سکتی ہے۔ میں نے کپل کو اپنا فرسٹ ایڈ بکس استعمال کرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ بڑھئی کا کام جاننا کتنا مفید ہے اور آگ جلانا اور لکڑی کاٹنا...."

"اور پلیٹیں دھونا۔" ریکھا نے کہا۔

"کھانا پکانے، آگ بجھانے یا گم شدہ چرواہے لڑکے کو تلاش کرنے کے بارے میں کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔"

وجے چاچا بولے "اس پر مجھے یاد آیا کہ دھنو کی حالت پہلے سے کافی بہتر ہے۔ انھوں نے اس کے بازو پر پلاسٹر چڑھا دیا ہے۔ ہڈی میں بال آگیا ہے جو جلدی ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے تم لوگوں کا شکریہ ادا کیا ہے کہ تم نے اس کی خاطر اتنی تکلیف اٹھائی۔"

"نوین! مجھے اُمید ہے کہ اس بار تم ہماری اسکاؤٹ جماعت میں شامل ہو جاؤ گے" کپل بولا

"کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے لے لیا جائے گا؟" نوین نے پوچھا۔

وجے چاچا بولے "تم نے اب بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ تم ایسے لڑکے ہو کہ بہت اچھے اسکاؤٹ بن سکتے ہو۔"

"مجھے اُمید ہے کہ اگلے سال جب میں سترہ برس کا ہو جاؤں گا تو روور (بوائے اسکاؤٹ کا لیڈر) بننے کی شرط کو پورا کر سکوں گا۔" جسونت نے کہا۔

اسی دوران رکھا اندر چلی گئی اور ایک بڑی سی پلیٹ اٹھائے ہوئے واپس آئی "اور مجھے بھی کھانا پکانے کا گائڈ بیج ملنے کی اُمید ہے۔ دیکھو! تمھارے لیے ایک نئی چیز۔" یہ کہ کر اس نے پلیٹ کھول دی۔ اس میں گرم گرم حلوا تھا اور اس پر پستے بادام سے یہ الفاظ لکھے تھے:

"ہمارے اسکاؤٹوں ——
جسونت، کپل اور نوین کو شاباش!"

اس سلسلے کی دوسری کتابیں

کتاب	مصنف	مترجم	قیمت
باپو (حصہ اول دوم)	مصنف: ایف بی۔ فریٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	3/-
کشمیر	〃 : مالا سنگھ تصاویر: پریمانند	〃 : خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دُنیا	〃 : جمال آرا	〃 : محمد شفیع الدین نیّر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	〃 : بریگیڈیر گیان سنگھ	〃 : محمد ذاکر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	〃 : لیلا مجمدار	〃 : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
〃 (حصہ دوم)	〃 : ال، وی اپا	〃 : سیّد احسان	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	〃 : لیلاوتی بھاگوت	〃 : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
رسیلی کہانیاں	〃 : منوج داس	〃 : صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	〃 : وشنو پربھاکر	〃 : انور کمال حسینی	1/50
〃 (حصہ دوم)	〃 : سمنگل پرکاش	〃	1/50
ہماری ریلیں	〃 : جگجیت سنگھ	〃 : عرش ملسیانی	1/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	〃 : کے۔ سی۔ کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ	1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	〃 : اوما نند	مترجم: رفیعہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	〃 : ایم۔ چوکسی و پی۔ ایم۔ جوشی	〃 : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
〃 (حصہ دوم)	〃	〃 : پریتم لال	1/50
بہادروں کی کہانیاں	〃 : راجندر اوستھی	〃 : انور کمال حسینی	1/50
روہنت و نندیہ	〃 : کرشن چیتنیہ	〃	1/50
سدا بہار کہانیاں	〃 : شانتا رنگاچاری	〃	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)	〃 : میر نجابت علی	〃 : سیّد احسان	3/-
بڑا پانی	〃 : لیلا مجمدار	〃 : صالحہ عابد حسین	1/50
مورا	〃 : ملک راج آنند	〃 : انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کا کھیل	〃 : سرویندو سانیال	〃 : پریتم لال	1/50
خالہ بلی کا خاندان	〃 : منوہر داس چترویدی	〃 : محمد شفیع الدین نیّر	1/50
روپا ہاتھی	〃 : گی پٹیل	〃 : ایس۔ اے۔ رحمٰن	1/50
سونا کی سیر	〃 : تارا تیواڑی	〃 : انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست	〃 : اوما شنکر جوشی	〃	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	〃 : اشوک داور	〃	1/50
تیار رہو	〃 : اوما	〃 : ایس۔ ایم۔ شاہ نواز	1/50

اس سلسلے کی دوسری کتابیں

کتاب	مصنف	مترجم	قیمت
باپو (حصہ اول دوم)	مصنف: ایف سی. فریٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	3/-
کشمیر	" : مالا سنگھ تصاویر: پریمانند	" : خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	" : جمال آرا	" : محمد شفیع الدین نیّر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" : بریگیڈیر گیان سنگھ	" : محمد ذاکر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	" : لیلا مجمدار	" : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
" " (حصہ دوم)	" : ال، وی اپا	" : سیّد احسان	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" : لیلا وتی بھاگوت	" : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
رسیلی کہانیاں	" : منوج داس	" : صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	" : وشنو پربھاکر	" : انور کمال حسینی	1/50
" " (حصہ دوم)	" : سمنگل پرکاش	" : " "	1/50
ہماری ریلیں	" : جگجیت سنگھ	" : عرش ملسیانی	1/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" : کے۔ سی۔ کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ	1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	" : اومانند	مترجم: رفیعہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	" : ایم۔ چوکسی و پی۔ ایم۔ جوشی	" : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
" " (حصہ دوم)	" : " "	" : پریتم لال	1/50
بہادروں کی کہانیاں	" : راجندر اوستھی	" : انور کمال حسینی	1/50
روہنت و نندیہ	" : کرشن چیتنیہ	" : " "	1/50
سدا بہار کہانیاں	" : شانتا رنگاچاری	" : " "	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)	" : میر نجابت علی	" : سیّد احسان	3/-
بڑا پانی	" : لیلا مجمدار	" : صالحہ عابد حسین	1/50
مورا	" : ملک راج آنند	" : انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کا کھیل	" : سردیندو سانیال	" : پریتم لال	1/50
خارپشت کا خاندان	" : منوہر داس چترویدی	" : محمد شفیع الدین نیّر	1/50
روپا ہاتھی	" : تکی پٹیل	" : ایس۔ اے۔ رحمٰن	1/50
سونا کی سیر	" : تارا تیواڑی	" : انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست	" : اوما شنکر جوشی	" : " "	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	" : اشوک داور	" : " "	1/50
تیار رہو	" : اوما	" : ایس۔ ایم۔ شاہ نواز	1/50